جلد ۱۰ || ۳۰ نبوت ۱۳۴۰ ہش ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ ۳۰ نومبر ۱۹۶۱ء || نمبر ۴۸

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۵ نومبر (بوقت ۹ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ

کل حضور کی طبیعت خدا کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے حسب معمول کل بھی حضور بعد نماز عصر سیر کی غرض سے کچھ وقت کے لئے باغ میں تشریف لے گئے۔

احباب جماعت التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو اپنے فضل سے صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۲۰ نومبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اسوہ نبوی کی اقتداء میں اپنی چھوٹی صاحبزادی سیدہ امۃ الرؤف سلمہا کا عقیقہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ عزیزہ مولودہ کو صحت و عافیت کیساتھ رکھے اور اس کا وجود خاندان اور جماعت کیلئے برکت و فضل کا موجب ہو۔ آمین۔

قادیان ۲۸ نومبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ ربہ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں الحمد للہ۔

کوپن ہیگن (سویڈن) میں یورپ کے احمدی مبلغین کی نہایت کامیاب کانفرنس

یورپ میں اشاعتِ اسلام کو مزید وسعت دینے کیلئے اہم فیصلے۔ پریس کانفرنس کا انعقاد

پبلک جلسہ۔ عیسائی حلقوں میں اضطراب

از مکرم کمال یوسف صاحب انچارج سکنڈے نیویا مشن

خدا تعالیٰ کی توحید، اسلام کی تبلیغ، اور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیغام کی عالمی اشاعت میں مزید وسعت پیدا کرنے کی غرض سے اس سال جماعت احمدیہ کے مبلغین جرمنی، سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ، سپین، انگلینڈ اور سکنڈے نیویا کی اہم کانفرنس کوپن ہیگن میں منعقد ہوئی جس میں یورپ کے احمدیہ مشنوں کے تمام مبلغین شامل ہوئے

ماہ اگست سے ہی کانفرنس کی تیاریاں شروع کر دی گئی تھیں۔ مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب اور مکرم شیخ ناصر احمد صاحب نے تمام نمائندگان سے تعاون کر کے تاریخیں اور ایجنڈا تیار کر لیا۔ مقامی جماعت نے پریس کے ساتھ رابطہ قائم کر کے باقاعدہ خبروں کا سلسلہ شروع کیا۔ سویڈن کی جماعت نے دوستوں تک دعوت نامے تیار کر کے ارسال کئے۔ مالمو کی جماعت نے کانفرنس ہال کی آرائش کے سامان کئے۔ ڈاکٹر ابوبکر Arentoft نے اپنا نہایت خوبصورت مکان نمائندگان کے قیام کے لئے پیش کیا۔ کانفرنس کے آغاز سے قبل ہی پریس نے کانفرنس کے متعلق خبریں اور مضامین لکھنے شروع کر دیئے۔ عیسائی پریس نے فوراً عوام کو اس خطرہ سے متنبہ کرنا شروع کر دیا۔ ۱۲ تاریخ کی شام کو عیسائیوں کے ایک مشہور مبلغ نے اس موضوع پر تقریر کی

"Just why not to be a muslim"

یہاں کے سب سے بڑے عیسائی اخبار نے اپنے ایڈیٹوریل میں عیسائیوں کو اس عظیم خطرہ سے متنبہ کرتے ہوئے تلقین کی وہ لوگ مسلمانوں سے بچ کر رہیں اور ان کا شکار نہ ہو جائیں۔

پریس کانفرنس ۱۴ ستمبر کو تمام نمائندگان اس مبارک اجتماع میں شرکت کے لئے تشریف لے آئے تھے۔ ۱۵ ستمبر کی صبح کو تمام احباب کانفرنس کا بیج لگائے ہوئے کانفرنس ہال میں تشریف لے آئے۔ ۱۰ بجے صبح پریس کانفرنس کا آغاز ہوا۔ تمام بڑے اخبارات کے جرنلسٹ اور نیوز ایجنسیوں کے نمائندگان موجود تھے۔ پریس فوٹوگرافرز بھی کثرت سے آئے ہوئے تھے۔ کیونکہ چرچ ٹیلی ویژن کو ہمارے خلاف زبردست احتجاج کر چکی تھی۔ لہٰذا ٹیلی

ویژن والے نہ آ سکے

عیسائیوں کے سب سے بڑے اخبار کا ایڈیٹر بھی موجود تھا۔ مہمانوں کے اعزاز میں مشن نے کافی پارٹی کا اہتمام کیا ہوا تھا ہال میں یورپ مشنز کی کتب کی نمائش لگی ہوئی تھی۔ اور ہال کے باہر خوب پوسٹر آویزاں تھے۔ اخبارات میں اعلانات نمایاں طور پر کئے گئے تھے۔ خطوط اور فونوں کے ذریعہ بھی مہمان مدعو کئے گئے تھے۔ ہال میں بہت خوبصورت سبز رنگ کا (Portal) محراب لگایا گیا۔ اجتماعی دعا کے ساتھ کانفرنس شروع کی گئی۔

ڈاکٹر ابوبکر ARENTOFT نے نمائندگان کا تعارف پریس سے کروایا اور مکرم شیخ ناصر احمد صاحب نے سیکرٹری یورپ مشنز کی حیثیت سے بیان پڑھ کر سنایا۔ آپ نے مشنز کا مختصر تعارف

کروایا۔ یورپ کی مختلف زبانوں میں اشاعت قرآن یورپ میں تعمیر مساجد۔ مشنز کی تبلیغی۔ اشاعتی اور تربیتی مساعی کے مختصر ذکر کے ساتھ اسلام کی تعلیم کا خلاصۃً ذکر فرمایا۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ پر مختصر روشنی ڈالی۔ آپ نے یورپ میں اسلام کے روشن مستقبل پر خاص زور دیا۔ اور پریس نمائندگان کو سوالات کرنے کی دعوت دی۔ نمائندگان نے بہت سے سوالات کر کے اپنی گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ ہر نمائندہ کو سوالات کے جوابات کا موقعہ ملا۔ سکنڈے نیویا میں ترجمہ قرآن مجید مسجد کی تعمیر اور نو احمدیوں کی ترقی کو پریس نے بہت سراہا۔ سوالات سلجھے ہوئے تھے اور جوابات برجستہ۔ پریس کانفرنس دو گھنٹے تک جاری رہی۔ تقریباً ۱۵۰ اخبارات نے پریس کانفرنس کی رپورٹ کو مع تصاویر شائع کیا۔

جمعہ ڈیڑھ بجے جمعہ کی نماز کی اذان ایک ڈچ نو مسلم نے دی۔ خطبہ جمعہ عبدالسلام صاحب میڈسن نے دیا جس میں سورۃ البینہ کی تفسیر بیان فرمائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کی اہمیت بیان فرما کر جماعت کو ذمہ داریوں کا احساس دلایا۔ نماز جمعہ کی امامت مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب امام مسجد ہیگ نے فرمائی۔ جمعہ میں مبلغین کے علاوہ سویڈش جرمن۔ ڈچ۔ ڈینش۔ عرب مسلمانوں کے علاوہ ایران کی ایمبیسی کے فرسٹ اور سیکنڈ سیکرٹری بھی شامل ہوئے۔ پریس نے جمعہ کے فوٹو اور رپورٹ بھی شائع کی۔

مبلغین کا مشاورتی اجلاس

جمعہ کی نماز اور کھانے کے بعد تلاوت اور دعا کے ساتھ مشاورت کا پہلا اجلاس شروع ہوا۔ سب سے پہلے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا اس کے بعد انڈونیشیا کے وزیر مذہب کی تار پڑھ کر سنائی۔ جس میں انہوں نے اپنی نیک خواہشات اور کانفرنس پر مبارکباد پیش کی تھی۔ تمام مبلغین نے گزشتہ دو سال کی تبلیغی۔ اشاعتی۔ تربیتی۔ مالی رپورٹ کا جائزہ لیا۔ نیز گزشتہ کانفرنس (باقی صفحہ ۵ پر)

قادیان میں جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ

بتاریخ ۱۶-۱۷-۱۸ دسمبر ۱۹۶۱ء کو منعقد ہوگا

احباب جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ قادیان میں جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ امسال بھی ۱۶-۱۷-۱۸ دسمبر ۱۹۶۱ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا جملہ امراء صاحبان مبلغین کرام اس روحانی اجتماع میں شمولیت کے لئے احباب جماعت اور زیر تبلیغ دوستوں میں تحریک فرمائیں کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں قادیان تشریف لا کر اس روحانی اجتماع کی عظیم الشان برکات سے مستفید ہوں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے [illegible] آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ [illegible]

ہر چیز اللہ تعالیٰ کے نام پر اور انسان کے فائدہ کیلئے

ان دنوں نئی دہلی میں انڈین انڈسٹریز فیئر کے نام سے ایشیا کی سب سے بڑی صنعتی اور تجارتی نمائش ہو رہی ہے۔ اس نمائش کے تعلق میں روسی خبرنامہ مورخہ ۱۸ر نومبر ہے:-

"جمہوریہ ہند کے نائب صدر ڈاکٹر رادھا کرشنن نئی دہلی میں ۱۴ر نومبر کو صنعتی میلے کا سوویت پویلین دیکھنے گئے۔ پویلین دیکھنے کے بعد ڈاکٹر رادھا کرشنن نے کہا کہ میں اس نمائش سے بہت متاثر ہوا۔"

اس خبر میں لکھا ہے:-

"سوویت نمائش کا یہ مقولہ ہے۔ ہر چیز انسان کے نام پر، انسان کے فائدہ کے لئے ـــــ"

اس موقعہ پر اس مقولہ کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جملہ مصنوعات جن کی اس حصہ میں نمائش کی گئی انسان نے تیار کیں۔ جو انسان ہی کے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں اس کے لئے فائدہ بخش ہیں ـــ جب سے دنیا بنی اور اس کرۂ ارض پر انسان نے بود و باش اختیار کی پیش آمدہ ضروریات کے ماتحت اس نے ہزاروں ہزار نئی سے نئی چیزیں بنائیں۔ اس نے گھنے جنگلات کو صاف کر کے قابل کاشت بنایا۔ اپنے رہنے سہنے کے لئے مکانات تعمیر کئے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ پہونچنے کے لئے ذرائع حمل و نقل کو کام میں لایا۔ زمین کھود کر کروڑوں من معدنیات اور قیمتی ذخائر برآمد کئے سمندروں کی گہرائیوں میں اتر کر مفید مطلب اشیاء حاصل کیں۔ تا آنکہ ہمارا یہ زمانہ آیا جس میں علم و ہنر نے پہلے سے کہیں زیادہ ترقی حاصل ہوئی۔ سائنسی ایجادات نے زمانہ میں ایک انقلاب عظیم برپا ہوا کرۂ ارض پر اپنی برتری اور فوقیت جتلانے کے بعد انسان آسمان کی بلندیوں کی طرف متوجہ ہوا۔ اور آج میلوں میل بلندی پر خلا میں پرواز کرتا چاند ستاروں میں پہونچنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ان محیر العقول ایجادات نے انسان کو بڑی سے بڑی طاقت کا مالک بنا دیا مگر افسوس ہے کہ اس کی یہی طاقت بجائے اس کے لئے آرام اور سکون کا ذریعہ بنے فی الحقیقت اس کے لئے ہر آن بے چینی اضطراب اور بالآخر تباہی اور بربادی کی قبر کھودنے کا باعث نظر آتی ہے۔ ایسے ایسے تباہ کن ہتھیار تیار ہو رہے ہیں۔ جن کے استعمال سے کسی ملک کی لاکھوں اور کروڑوں کی آبادی چند منٹوں میں ابدی نیند سلائی جاسکتی ہے۔ اور پُر رونق آبادیاں ویرانوں میں تبدیل ہوسکتی ہیں۔ وہ عمارتیں جن کو بڑی صنعت کاری کا ثبوت دیتے ہوئے سالوں میں پختہ کیا اور مضبوط بنایا گیا۔ ایک ہی دھماکہ سے روئی کے گالے کی طرح فضاء آسمانی میں اُن کے ذرات بکھیر دیئے جاسکتے ہیں ـــــ اس کے ساتھ ہی نہایت بلند بانگ نعرے اس بات کے بھی لگائے جا رہے ہیں کہ "سائنس امن کے میدان میں"۔ "سائنس کی ایجادات انسان کے فائدہ کے لئے"۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سائنس نے انسانی زندگی کی بہت سی مشکلات کو آسان کر دیا اس نے کئی شعبہ ہائے زندگی میں قسما قسم کی سہولیات پیدا کر دیں آج ایک جگہ سے دوسری جگہ جس آرام اور سہولت کے ساتھ انسان پہونچ سکتا ہے۔ پچھلے دنوں میں ایسا ممکن نہ تھا۔ اور اس زمانہ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ اسے مادی سامانوں کی فراہمی اور ان سے فائدہ اُٹھانے کی برتری حاصل ہے ـــ!!

لیکن کیا مادیت ہی سب کچھ ہے۔ کیا انسان پر اپنی جسمانیت کے علاوہ اُس کی روحانیت کی طرف توجہ دینا اسی طرح فرض اور واجب نہیں؟ بالخصوص جبکہ جسمانیت کو وہ بقا حاصل نہیں جو روحانیت کو ہے پھر کیوں اس کو قابل التفات نہیں سمجھا جا رہا۔ مقام غور ہے کہ کیا اس بے التفاتی ہی کا نتیجہ تو یہ نہیں کہ آج باوجود بڑی ترقیات کے انسان کا سکھ اور چین اُس سے دور بھاگ رہا ہے؟

قرآن کریم میں آخری زمانہ کے متعلق بے شمار خبریں قبل از وقت بیان کی گئی ہیں ان میں ایک عظیم الشان خبر دجال کی مادی ترقیات اور مادیت میں ساری دنیا پر بڑھ جانے کی نسبت بھی ہے سورۃ کہف کے آخری رکوع میں اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:-

الذین ضل سعیھم فی الحیٰوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعاً

یعنی وہ لوگ جن کی تمام تر کوشش بس اسی دنیا کے بارہ میں سمٹ کر رہ گئی ہیں اور وہ اپنی اس جد و جہد میں اس قدر نازاں ہیں کہ وہ سمجھے ہیں کہ وہ بڑی ہی شاندار صنعت کاری کا ثبوت دے رہے ہیں۔ دراصل لیکن یہی روحانیت کے ترک کرنے کے باعث درحقیقت وہ بڑے ہی خسارے میں جا رہے ہیں۔

آیت کریمہ کا یہ مضمون ذہن میں رکھ کر صنعتی میلا میں روسی حصہ نمائش کے مقولہ کو ایک بار پھر پڑھیئے۔ کیا اس مقولہ سے آیت کریمہ کے مضمون کی صداقت نہایت بین طور پر سامنے نہیں آجاتی؟ اپنی مصنوعات کی نمائش پر اس مقولہ کا کندہ کرنا صاف طور پر اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ روسیوں کو اپنی ان مصنوعات پر بڑا فخر اور ناز ہے۔ اور ان کی اشیاء اس قابل ہیں کہ دنیا کے لوگ ان پر نعرہ ہائے تحسین بلند کریں۔

جہاں تک مقولہ کا تعلق ہے ظاہرا طور پر تو اس میں یہی تاثر دیا گیا ہے کہ انسان نے ان چیزوں کو تیار کیا اور انسان ہی کے فائدہ کے لئے بنائی گئیں۔ اس میں "انسان" کا لفظ لکھ کر جو وسعت پیدا کی گئی ہے۔ وہ خیال ہے۔ کیونکہ حقیقت میں انسانیت کا دائرہ کسی ایک ملک یا خطہ یا نسل و قوم سے مخصوص نہیں لیکن جب ان الفاظ کو جب معانی اور عمل کا جامہ پہنایا جائے تو اس کا دائرہ اس قدر تنگ ہو کر رہ جاتا ہے کہ اپنے ملک کی حدود سے تجاوز نہیں کر پاتا ـــ!! ذرائع ابلاغ کی مذمت اور ان سے فائدہ پہنچانے کے "دعاوی" میں اب کوئی خصوصیت نہیں رہی۔ بلکہ اس چیز کو محض پراپیگنڈا کا ہی ایک ذریعہ بنا لیا گیا ہے۔ زبان پر تو نوع انسان کے لئے امن امن کی پکار ہے۔ مگر جب تفصیلات میں جاؤ تو اُن کی انسانیت کا دائرہ سمٹ کر اپنے ہی ہم خیالوں اپنے ہی ہم وطنوں اور مؤیدین میں ختم ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اگر دونوں جانب (موافق و مخالف) کے دعاوی صدق دلی پر مبنی ہیں تو پھر باہمی رقابت کیسی اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے بلکہ نئے سے نئے تباہ کن ایجادات کے منصۂ شہود پر لانے کی ضرورت ہی کیا ہے

حقیقی بات یہی ہے کہ ہر ملک کا مؤید جب بھی "انسان" کا لفظ استعمال کرتا ہے تو اس کی مراد اس سے اپنے ہی حلقہ کے افراد ہوتے ہیں۔ گویا وہ بزعم خود دوسرے انسانوں کو انسان ہی نہیں سمجھتا اور یہی وہ بہت بڑی غلطی ہے جس کا نتیجہ عالمگیر بے اطمینانی کی حالت میں ظاہر ہو رہا ہے۔ اس کے مقابل پر اسلام نے ایک اور نظریہ پیش کیا ہے۔ جو مذکورہ متخالف نظریات سے بہت اونچا ہے۔ وہ نوع انسان میں حقیقی بھائی چارہ کے ایسے محکم تعلقات قائم کرتا ہے کہ رقابت ختم ہو کر عالمگیر اُنس و محبت کی فضا پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک ملک کا باشندہ دوسرے ملک کے باشندے کو دیکھ کر اپنے دل میں خوشی اور محبت کے جذبات پاتا ہے ـــ جس صورت میں کہ دنیا کے اندر مختلف الانواع مخلوق ہے جن کے مفاد و جذبات و خواہشات ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں۔ ان متضاد خواہشوں اور متضاد نظریوں کے ہوتے ہوئے دنیا میں امن کس طرح پیدا ہوسکتا ہے ـــ اسلام بتاتا ہے کہ ایسے متضاد اور مخالف خیالات کی موجودگی میں تبھی امن قائم ہوسکتا ہے کہ جب ساری دنیا ایک ایسی ہستی کی تابع ہو جو امن دینے کا ارادہ رکھتی ہو۔ اگر یہ بات نہ ہو تو کبھی امن میسر نہیں آسکتا۔ ہر روز کا مشاہدہ ہے کہ ایک گھر میں ماں باپ ذرا ادھر ادھر ہوتے ہیں تو تھوڑی ہی دیر میں بچے باہم گتھم گتھا ہوتے اور ایک دوسرے کو مارپیٹ کرتے ہیں۔ مگر جب ماں باپ آتے ہیں تو ان کے سامنے ایسی بھولی بھالی شکلیں بنا کر بیٹھ جاتے ہیں کہ گویا وہ لڑائی جھگڑے کو جانتے ہی نہیں ـــ اب غور کیجئے آخر یہ کیوں ہوتا ہے؟ اس کی وجہ یہی ہے کہ ماں باپ کی نیت یہ ہوتی ہے کہ ان کے بچے امن سے رہیں۔ پس درحقیقت امن اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جب دنیا پر ایک ایسی بالا ہستی کو تسلیم کیا جائے جو اس کی متمنی ہو اور دوسروں کو امن دینا چاہتی ہو۔ اور ایسے قوانین نافذ کرنا چاہتی ہو جو امن دینے والے ہوں اور پھر وہی شخص حقیقی امن دینے والا قرار پاسکتا ہے۔ جو اُس ہستی کی طرف لوگوں کو بلائے۔ یہ امن دینے والی ہستی کی طرف توجہ دلانے والے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ ہی وہ انسان ہیں جنہوں نے دنیا کو بتایا کہ خدا تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام "امن دینے والا" بھی ہے۔ اگر ساری دنیا اپنی مادی ترقی کے ساتھ ساتھ روحانیت کی بات پر کان دھرے تو اس کا دل صاف ہو اُس کے دماغ میں وسعت پیدا ہو۔ جب وہ ایک بلند اور اونچی سطح پر کھڑا ہو کر سبھی ابنائے آدم کو ایک مقام پر سمجھے یہی وہ لطیف نکتہ ہے۔ جس کی طرف قرآن کریم کی سب سے پہلی آیت کریمہ کے ابتدائی الفاظ میں اشارہ کیا گیا۔ اور ہر مسلمان کو ہر کام کے آغاز میں اسی کا التزام کرنے کی تلقین کی گئی۔ یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

اس کے ساتھ دنیا کی تمام اشیاء جو انسان کے ہاتھوں تیار ہوتی یا اُن تک کا حال انسان رسائی حاصل نہیں کر سکا ان کے متعلق بھی اسلام نے یہی نظریہ پیش کیا کہ

ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً (البقرہ ع ۳)

یعنی اُس نے زمین نے دنیا کی تمام چیزیں سبھی انسانوں کے فائدہ کے لئے پیدا کی ہیں۔ الغرض مذکورہ مقولہ سے کہیں بڑھ کر وسعت اور عالمگیریت اس میں ہے کہ جو اسلام کی بتائی ہوئی اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے نام پر اور انسان کے فائدہ کے لئے ہے!! کاش دنیا اس پر توجہ کرے!!

خطبہ جمعہ

پورے جوش اور عزم و ہمت کے ساتھ دین کی خدمت کرنے اور اسے دنیا میں پھیلانے کی کوشش کرو

کسی کی تعریف پر مطمئن ہو جانا اور اپنے فرض کی ادائیگی میں سستی دکھانا مومن کا شیوہ نہیں ہوتا

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء بمقام کوئٹہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
مجھے آج کچھ حرارت اور سردرد کی شکایت ہے جس کی وجہ سے میں زیادہ دیر بول نہیں سکتا۔ مگر میں جماعت کو مختصر الفاظ میں اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ گو

یہ عام قاعدہ ہے

کہ جب بھی خدا تعالےٰ کا کوئی مامور دنیا میں آتا ہے۔ لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور اسے حقیر اور ذلیل خیال کرتے ہیں مگر اس زمانہ میں جس مامور نے مبعوث ہونا تھا۔ اور خدا تعالےٰ کی طرف سے لوگوں کی اصلاح کے لئے دنیا میں آنا تھا۔ اسکے متعلق خصوصیت سے احادیث میں یہ خبر دی گئی تھی۔ کہ اس سے اور اس کی جماعت سے نفرت کی جائے گی۔ اور لوگ ان کی شدید مخالفت کریں گے۔

میں دیکھتا ہوں

کہ ہماری جماعت میں یہ احساس پایا جاتا ہے کہ اگر بعض لوگ جماعت احمدیہ کی تعریف کر دیتے ہیں یا کسی ایسی بات پر جو ان کے عقائد کے موافق ہو پسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں تو ہماری جماعت کے دوست خوش ہو جاتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ ہمیں کامیابی حاصل ہو گئی ہے۔ حالانکہ یہ کامیابی نہیں ہوتی۔ بلکہ ایک ابتلاء ہوتا ہے۔ آزمائش اور امتحان کا وقت ہوتا ہے۔ سچی بات جب بھی کہی جائے گی۔ سننے والے کو وہ کڑوی لگے گی۔ اگر وہ ہماری کسی بات کی تعریف کر دیتے ہیں یا اس پر پسندیدگی کا اظہار کر دیتے ہیں۔ تو اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ وہ ہمارے عقائد کو صحیح ماننے لگ گئے ہیں۔ بلکہ وہ اس بات پر خوش ہوتے ہیں کہ ان کی کسی بات کی تصدیق ہو گئی ہے۔

احادیث میں ایک واقعہ

آتا ہے جو میرے نزدیک بخاری کی ایک سازش کا نتیجہ تھا۔ مگر اس میں اسی چیز کو بیان کیا گیا ہے وہ واقعہ اس طرح ہے کہ جب صحابہ کا ایک حصہ کفار کے مظالم سے تنگ آ کر حبشہ کی طرف ہجرت کر کے چلا گیا۔ تو کفار مکہ نے انہیں واپس بلانے کے لئے ایک فریب کیا اور وہ اس طرح کہ ایک دن جبکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سورہ نجم کی تلاوت فرما رہے تھے کسی کافر نے بڑی ہوشیاری کے ساتھ آپ کی پیٹھ کے پیچھے جا کر یہ فقرات پڑھ دیئے کہ

تلک الغرانیق العلیٰ
وان شفاعتھن لترتجیٰ

یعنی یہ بت بھی بڑا بلند مرتبہ رکھتے ہیں اور قیامت کے دن ان بتوں کی شفاعت بھی سنی جائے گی۔ یہ فقرات پڑھنے والے نے اس طرح پڑھے کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا یہ آیات قرآنیہ ہیں جو آپ نے تلاوت کی ہیں۔ اور مشہور کر دیا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات بھی قرآن کریم میں بڑھا دی ہیں۔

یہ ایک منصوبہ تھا

جو ایسے وقت پر کیا گیا جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سجدہ کی آیت تلاوت فرما رہے تھے۔ اس کے بعد جب آپ نے سجدہ کیا تو مشرکین بھی آپ کے ساتھ سجدہ میں چلے گئے۔ اور بعد میں انہوں نے مشہور کر دیا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نعوذ باللہ دین توحید سے توبہ کر لی ہے اور اقرار کر لیا ہے کہ ان بتوں کی شفاعت بھی قبول ہو گی اس پر سارے خوش ہو گئے۔ اس لئے کہ اس واقعہ سے ان کی ایک بات کی تصدیق ہو گئی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ

یہ ایک پرانا طریق

چلا آ رہا ہے۔ آج کل ہی ایجاد نہیں ہوا۔ دراصل انسانی فطرت کمزور ہوتی ہے اس لئے انسان تھوڑی سی تعریف پر خوش ہو جاتا ہے اور وہ سمجھتا ہے۔ کہ مذمتیں تو ہوتی ہی رہتی ہیں چلو میری ایک بات کی تصدیق ہو گئی۔ پس جن باتوں میں اتحاد و اتفاق پایا جاتا ہے ان پر ہر ایک خوش ہو جایا کرتا ہے۔ اس سے ہمیں یہ نہیں سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اب رستہ کھل گیا ہے نعوذ ہم کامیاب ہو گئے ہیں۔ بلکہ ہر شخص صرف اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ ان کی ایک بات کی تصدیق ہو گئی ہے۔
ہر انسان میں خواہ وہ کتنا ہی برا کیوں نہ ہو

کچھ اچھی باتیں بھی پائی جاتی ہیں

بلکہ ایک دہریہ جو اللہ تعالےٰ پر ایمان نہیں رکھتا۔ اس میں بھی بعض اچھی باتیں پائی جاتی ہیں۔ وہ محنت کرتا ہے خدمت خلق کرتا ہے مصیبت زدوں کی امداد کرتا ہے۔ بیواؤں کی خبرگیری کرتا ہے۔ اور یتیموں کی نگہداشت کرتا ہے مگر ہوتا دہریہ ہی ہے اس کا اللہ تعالےٰ پر ایمان نہیں ہوتا غرض دنیا میں کوئی بھی ایسا آدمی نہیں پایا جاتا۔ جس میں کوئی نیکی بھی نہ ہو۔ بلکہ کوئی دہریہ بھی ایسا نہیں ہوتا جس میں کوئی نیکی نہ پائی جاتی ہو دنیا کے بدسے بدتر انسان میں بھی کوئی نہ کوئی نیکی ضرور پائی جائے گی۔ حتیٰ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے شدید ترین دشمنوں میں بھی بعض اچھی باتیں پائی جاتی تھیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب

طائف میں تبلیغ

کے لئے تشریف لے گئے تو طائف والوں نے آپ کو طرح طرح کی ایذائیں دیں۔ دکھ دیئے پتھراؤ کیا۔ اور آپ کے پیچھے کتے چھوڑ دیئے۔ جب آپ واپس تشریف لائے تو مکہ والوں کے دستور کے مطابق آپ دوبارہ

شہر میں داخل ہونے کے مجاز

نہیں تھے۔ کیونکہ آپ ایک دفعہ مکہ چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ اور مکہ والوں کے اصول کے مطابق آپ وہاں کے شہری نہیں رہے تھے۔ اب آپ کے سامنے یہ سوال تھا۔ کہ آپ مکہ میں دوبارہ کس طرح داخل ہوں۔ آپ نے شہر کے ایک رئیس کے پاس جو آپ کا شدید ترین دشمن تھا پیغام بھجوایا کہ میں شہر میں داخل ہونا چاہتا ہوں کیا تم میرے لئے اعلان کر دو گے کہ مجھے شہر میں داخل ہونے کی اجازت ہے۔ اس وقت مکہ میں

کوئی خاص قانون

رائج نہیں تھا۔ کوئی پارلیمنٹ وغیرہ نہیں تھی کوئی رئیس اگر اعلان کر دیتا کہ فلاں شخص کو میری طرف سے شہر میں داخل ہونے کی اجازت ہے۔ تو عرب کے دوسرے سردار اسے مان لیتے تھے جب

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا پیغام

اس رئیس کو ملا۔ تو اس نے اپنے پانچوں بیٹوں کو بلا کر کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اگرچہ ہمارے دشمن ہیں مگر وہ ہماری امان میں مکہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ اگر ہم انہیں کہیں کہ ہم امان نہیں دیتے تو اس میں ہماری ہتک ہو گی۔ لیکن اگر ہم ان کو امان دے دیں تو شہر میں ان کی بہت مخالفت ہے۔ اور اس مخالفت کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ تم پر بھی کوئی حملہ کر دے۔ اس لئے تم سب ہتھیار پہن لو۔ اور آپ کے آگے آگے چلو۔ تاکہ کوئی دشمن آپ کو ایذا نہ پہنچا سکے۔ دیکھو یہ کیسی اعلیٰ درجہ کی خوبی تھی۔ جو آپ کے شدید ترین دشمن میں پائی جاتی تھی۔ اس رئیس کے پانچوں بیٹے اپنی ننگی تلواریں لے کر آپ کے آگے آگے چلے اور آپ کو اپنے گھر چھوڑ آئے۔

اس قسم کے کئی اور واقعات

بھی پائے جاتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔ تو آپ کی ایک بیٹی پیچھے مکہ میں رہ گئی تھی۔ آپ نے اپنی بیٹی کو مدینہ بلایا اور اسے لینے کے لئے کچھ آدمی بھیجے جب وہ آدمی آپ کی بیٹی کو لے کر مدینہ جانے لگے تو وہ حاملہ تھیں۔ کسی خبیث نے آپ کے اونٹ کی ہودج کی رسیاں کاٹ دیں۔ جس کے نتیجہ میں وہ اونٹ سے نیچے گر پڑیں اور انہیں چوٹیں آئیں جن کی وجہ سے مدینہ جا کر آپ کا حمل بھی گر گیا۔ اور ایک مہینہ کے بعد انہی چوٹوں کی وجہ سے آپ وفات پا گئیں۔ وہ شخص بھاگتا ہوا خانہ کعبہ میں گیا۔ مکہ کے تمام سردار اور رؤساء وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے وہاں جا کر ان کے سامنے بڑے فخر کے ساتھ کہا کہ میں نے

کیا ہی اچھا کام کیا ہے

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب مدینہ جا رہی تھیں کہ میں نے اس کے ہودج کی رسیاں کاٹ دیں۔ جس کی وجہ سے وہ اونٹ

سے نیچے گر گئیں اور انہیں بہت سی چوٹیں آئیں۔ اس مجلس میں ابو سفیان کی بیوی ہندہ بھی بیٹھی ہوئی تھیں۔ وہ ہندہ جس نے حضرت حمزہؓ کے ناک اور کان کٹوائے تھے اور آپ کا پیٹ چاک کروایا تھا جب اس نے یہ بات سنی تو وہ غصہ میں آ کر کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی تجھے شرم نہیں آئی کہ تو نے ایک عورت پر ہاتھ اُٹھایا ہے۔ عرب ہمیشہ طاقتور پر ہی ہاتھ اُٹھایا کرتے تھے۔ عورتوں پر ہاتھ نہیں اُٹھایا کرتے تھے۔ محمد (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) ہمارے دشمن ہی سہی۔ مگر تم نے ان کی بیٹی پر ہاتھ اُٹھانے کی کیسے جرأت کی۔ تو نے تو ہماری ناک کاٹ دی ہے نہیں اپنے فعل پر شرم کرنی چاہیئے اور بجائے اس کے کہ تم اپنے اس کارنامہ کو فخریہ طور پر بیان کرو۔ تمہیں تو کسی کو اپنا منہ بھی نہیں دکھانا چاہیئے یہ کتنی اعلےٰ درجہ کی خوبی تھی جس کا ہندہ جیسی شدید دشمن نے اظہار کیا۔ پس کسی کا فرادر بے ایمان یا شدید سے شدید دشمن کے متعلق بھی یہ خیال کر لینا کہ اس کے اندر کوئی خوبی نہیں پائی جاتی۔ غلط ہے۔

مشرقی پنجاب میں

ایک ڈاکو تھا جو اپنے علاقہ میں ڈکیتی کی وجہ سے بہت مشہور تھا۔ لوگ اس سے بہت خوف کھاتے تھے۔ عورتیں اس کا نام سن کر بیہوش ہو جایا کرتی تھیں۔ ہم نے اس کے متعلق اس کے گاؤں والوں سے خود سنا ہے کہ وہ غریبوں پر ہاتھ نہیں اُٹھاتا تھا۔ بلکہ ہمیشہ ان کی خبر گیری کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ ایک عورت جا رہی تھی۔ اس نے اس عورت سے کہا کہ تمہارے پاس جو کچھ ہے نکال دو۔ اس عورت کو پتہ نہیں تھا کہ وہ فلاں مشہور ڈاکو ہے۔ ورنہ وہ اسے دیکھ کر ہی بے ہوش ہو جاتی۔ جب اس ڈاکو نے اس عورت سے کہا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے نکال دو۔ تو اس عورت نے کہا بیٹا تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم اپنی ماں پر ہاتھ اُٹھاتے ہو میں تمہاری ماں کے برابر ہوں اور پھر تم مجھ پر اپنا ہاتھ اُٹھاتے ہو اس ڈاکو نے کہا اچھا اب تو نے مجھے اپنا بیٹا کہا ہے میں بھی:

تمہارا بیٹا ہی بن کر رہوں گا

اس کے بعد وہ جب کبھی کوئی چوری کرتا تھا تو اس سے اس عورت کو کچھ نہ کچھ نذرانہ بھی کرتا تھا اور اس کی بہت خدمت کیا کرتا تھا۔ غرباء کو اس سے اس قدر محبت تھی کہ جب وہ گرفتار ہوا اور پولیس اسے سٹیشن پر لے گئی۔ تو غرباء وہاں کثرت سے جمع ہو گئے۔ اور انہوں نے اس کی گرفتاری پر آنسو بہا رہے تھے۔ وہ ڈاکو تھا ظالم تھا مگر یہ نہیں کہ اس کے اندر کوئی بھی خوبی نہیں تھی۔ گندے سے گندہ فرد ہی کیوں نہ ہو۔ گندی سے گندی قوم ہی کیوں نہ ہو اس کے اندر کچھ نہ کچھ نیکی ضرور پائی جاتی ہے بس اگر کوئی شخص ہماری کسی بات کی تعریف کر دے اور ہم سمجھ لیں کہ وہ برائی کو چھوڑ بیٹھا ہے اور اس بات پر ہم خوش ہو جائیں تو یہ ہماری نادانی ہو گی۔

ہماری جماعت کو

ہمیشہ احتیاط سے کام لینا چاہیئے

جب تک وہ صداقت کو پھیلا نہیں لیتی جو دنیا سے مٹ چکی ہے۔ اس وقت تک اُسے صبر سے نہیں بیٹھنا چاہیئے۔ کسی معمولی سی اتفاقی بات پر اگر کوئی پسندیدگی کا اظہار کر دے اور ہم اس پر خوش ہو کر اپنے فرض کی ادائیگی میں سست ہو جائیں اور یہ سمجھ لیں کہ بس ہم کامیاب ہو گئے ہیں تو یہ حماقت کی بات ہو گی۔ یہ کوئی کامیابی نہیں ہے۔ دوسرا آدمی اس بات پر خوش نہیں ہوتا کہ اس نے ہماری بات مان لی ہے اور احمدیت کو سچا جان لیا ہے بلکہ وہ اس لئے خوش ہوتا ہے کہ اس کی بات مان لی گئی ہے۔ پس جماعت کے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ زیادہ سے زیادہ وقت اشاعت دین میں صرف کرنے کی کوشش کریں۔

ہمارے سپرد بہت بڑا کام ہے

جسے ہم نے سر انجام دینا ہے۔ دنیا کی اڑھائی ارب آبادی ہے جس کی ہم نے اصلاح کرنی ہے۔ پھر ہم نے ان کے جسموں پر حکومت نہیں کرنی بلکہ ہمارے سامنے ان کے دلوں کی اصلاح کا سوال ہے۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ سالہا سال کوشش کرتے ہیں مگر پھر وہ دوسرے سے اپنی بات نہیں منوا سکتے۔ باپ بیٹے کو اپنی بات نہیں منوا سکتا۔ بیوی خاوند کو اپنی بات نہیں منوا سکتی۔ خاوند بیوی کو اپنی بات نہیں منوا سکتا۔ حالانکہ ان کے درمیان قریب ترین رشتہ ہوتا ہے۔ پاس پاس رہتے ہیں۔ جب چھوٹی سی چھوٹی بات بھی اپنے قریبی رشتہ دار سے نہیں منوائی جا سکتی تو وہ ساری دنیا سے کیسے منوائی جا سکتی ہے وہ دنیا جو ہمارے ساتھ نہیں رہتی۔ ہماری رشتہ دار بھی نہیں۔ ہم اس کی ساری زبانوں سے واقف بھی نہیں۔ اعتقادی عملی۔ جذباتی اور فکری ہر لحاظ سے وہ ہم سے مختلف ہے پھر اس میں

ہر قسم کی خرابیاں پائی جاتی ہیں

کیا اقتصادی۔ کیا سیاسی اور کیا مذہبی ہم نے ان سب خرابیوں کو دور کرنا ہے۔ پھر وہ ہماری مخالف ہے۔ ہمارے پاس نہیں حقیقی بلکہ ہم سے دور بھاگتی ہے۔ ہم نے اس دنیا کی اصلاح کرنی ہے اس کے لئے ہمیں کتنی محنت کی ضرورت ہے۔ کتنی بڑی قربانی کی ضرورت ہے۔ پس مخالفت کے کم ہو جانے پر مطمئن ہو کر نہیں بیٹھ جانا چاہیئے۔ بلکہ اس موقعہ کو غنیمت سمجھتے ہوئے پہلے سے بھی زیادہ جوش کے ساتھ لوگوں کو سمجھانے اور ان کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس دنیا میں اگر کسی سے آپ کی چالیس پینتالیس سال تک دوستی رہتی ہے اور اگلے جہان میں وہ جہنم میں چلا جاتا ہے تو یہ کوئی دوستی نہیں کہلا سکتی۔ حقیقی دوستی یہی ہے کہ وہ بھی تمہارے ساتھ جنت میں ہو۔ پس سنجیدگی اور پختہ عزم کے ساتھ کام کرو۔ جب تک اس اہم کام کے متعلق آپ کے اپنے نفسوں میں سنجیدگی پیدا نہیں ہوتی۔ دوسروں پر کا کوئی نیک اثر نہیں پڑ سکتا۔ اس وقت

زمانہ کی حالت

نازک سے نازک تر ہوتی چلی جا رہی ہے اور مسلمانوں کے روحانی پسماندگی اب یہی صورت رہ گئی ہے کہ وہ ایک ہاتھ پر اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ آخر دنیا کے تمام ممالک کسی ایک آدمی کے ہاتھ پر کیسے اکٹھے ہو سکتے ہیں یہ تغیر اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب کوئی کہے مجھے خدا نے بھیجا ہے پھر جن کی سمجھ میں اس کی بات آجائے گی وہ اس کے ہاتھ پر اکٹھا ہو جائے گا اور نہ تمام ملکوں اور حکومتوں کے اپنے اپنے پروگرام ہوتے ہیں اور وہ کسی دوسرے کی غلامی اختیار نہیں کر سکتے۔ پس جب تک مختلف قومیتیں ایک آواز کے تابع نہیں ہو جاتیں اس وقت تک تمام مسلمانوں کا ایک ہاتھ پر اکٹھا ہونا مشکل ہے۔ یہ اختلاف اسی صورت میں ختم ہو سکتا ہے۔ جب کوئی کہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور تمام لوگ قطع نظر اس سے کہ وہ مصری ہوں یا ایرانی۔ عربی ہوں یا افغانی اس کے ہاتھ پر اکٹھے ہو جائیں تب باوجود مختلف ممالک میں رہنے اور مختلف اقوام سے تعلق رکھنے کے ان میں اتحاد ہو گا اور وہ اسلام کی ترقی کے لئے کوشش کرتے چلے جائیں گے پس

اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو

اور احمدیت کو بڑھانے کی کوشش کرو آپ لوگ سلسلہ کی اشاعت میں جو کوتاہی کر کے اپنی کامیابی کو پیچھے ڈال رہے ہیں اور ان برکات سے جن کے آپ مستحق ہو سکتے ہیں اپنے آپ کو محروم کر رہے ہیں سو کوشش کرو کہ اسلام دنیا پر جلد غالب آجائے اور ہمیں اللہ تعالےٰ کے فضل سے یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ نظر آنے لگے۔

(الفضل ۲۲ $\frac{11}{61}$)

۱۵ر جنوری سنہ ۶۲ء تک چندہ تحریک جدید

— سو فیصدی —

ادائیگی کرنے والوں کی دوسری فہرست

"جب جذبات اور خیالات میں طاقت اور مضبوطی ہو تو ان کے نتیجے جو اعمال ہوتے ہیں ان میں کامیابی زیادہ آسان ہو جاتی ہے۔ قوموں کی ترقی کا موجب ہمیشہ ان کے ارادے ہوتے ہیں۔ اگر یہ خیال کر لیا جائے اور فیصلہ کر لیا جائے کہ ہم دوسروں سے کسی لحاظ سے بھی پیچھے نہیں رہیں گے۔ تو یہ خیال ایسی طاقت اور قوت پیدا کر دیتا ہے کہ انسان واقعی دوسروں سے آگے نکل جاتا ہے۔"

(سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ)

تحریک جدید کے سال $\frac{28}{18}$ کا آغاز ہو چکا ہے اور السابقون الاولون کی پہلی فہرست سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں برائے دعا پیش کی جا رہی ہے۔ دوسری فہرست مورخہ ۱۵ر جنوری سنہ ۶۲ء تک ادائیگی کرنے والوں کی پیش کی جائے گی۔ آپ اس کے لئے ابھی سے ارادہ اور طاقت پیدا کریں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو توفیق دے کہ دوسرے احباب سے بڑھنے کی کوشش کریں

وکیل المال تحریک جدید قادیان

شادنگر (دکن) میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت کامیاب جلسہ

از مکرم میر احمد صادق صاحب ایم۔ اے جائنٹ سیکرٹری تبلیغی کمیٹی

پس منظر:-
شادنگر میں تبلیغی کمیٹی کے زیر اہتمام بتاریخ ۲۲ر اکتوبر ۱۹۶۱ء یوم یکشنبہ جلسہ سیرت النبی کے انعقاد کا اہتمام کیا گیا تھا اس غرض کے لئے قبل از وقت مولوی محمد ولی الدین صاحب فاضل مبلغ مقیم شادنگر نے بلدیہ کی زمین جلسہ کے لئے حاصل کر لی تھی۔ اور محکمہ پولیس سے لاؤڈ سپیکر استعمال کرنے کا اجازت نامہ بھی مل چکا تھا۔ لیکن چونکہ جماعت کی تبلیغی سرگرمیوں کی وجہ سے مقامی علماء اور بااثر مسلمان مخالفانہ رویہ اختیار کئے ہوئے تھے۔ اس لئے انہوں نے جلسہ سے ایک دن قبل صدر بلدیہ پر اثر ڈال کر بلدیہ کی زمین استعمال کرنے کا اجازت نامہ منسوخ کروا دیا۔ اور (۵۰) دستخطوں کا ایک محضر داخل کر کے پولیس پر یہ اثر قائم کر دیا کہ اگر یہ جلسہ منعقد ہوا تو امن عامہ میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہے۔ اس محضر کی وجہ سے ضلع کے صدر مقام سے ریزرو پولیس، ڈپٹی کلکٹر اور ڈی۔ ایس۔ پی کو بھی شادنگر بھیجنا پڑا۔ مقامی مسلمانوں کے اس معاندانہ رویے کو دیکھتے ہوئے کافی بحث و تمحیص کے بعد بالا عہدہ داروں نے ہم سے یہ پُرخلوص خواہش کی کہ ہم اس دن کے لئے جلسہ ملتوی کر دیں۔ اور انہوں نے خود اس بات کی پیشکش کی کہ آئندہ جلسہ کی تاریخ سے انہیں مطلع کیا جائے تو وہ خود مناسب حفاظتی انتظامات کریں گے اس پر ہم نے اسی وقت ۲۸ر اکتوبر یوم شنبہ، جلسہ کے انعقاد کے لئے تجویز کیا۔ جس کو عہدہ داروں نے بخوشی قبول کیا۔ چنانچہ مقررہ پروگرام کے تحت وسیع انتظامات کے ساتھ اس جلسے کا انعقاد عمل میں آیا۔

روئیداد:-

جلسہ بعد ادائے نماز مغرب و عشاء ٹھیک ۷ بجے سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ کنٹہ کی صدارت میں شروع ہوا۔ مولوی بشیر احمد صاحب خادم مبلغ نے تلاوت قرآن پاک فرمائی۔ اور مولوی محمد ولی الدین صاحب فاضل مبلغ نے نعت پڑھی۔ جس کے بعد مولوی مبارک علی صاحب مبلغ نے جلسے کے اغراض و مقاصد مختصراً بیان فرمائے۔

پہلی تقریر مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ بمبئی نے فرمائی۔ آپ نے اپنی تقریر میں اسلام کے عالمگیر امن، صلح و آشتی کے پیغام کو نہایت دلپذیر انداز میں بیان فرمایا۔ آپ نے خصوصاً اس بات پر زور دیا کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو اس اصول کو دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہر قوم اور ہر ملک میں مصلحین اور برگزیدہ افراد مبعوث فرمائے اور کوئی مسلمان اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ خدا کے ان تمام فرستادوں پر ایمان اور یقین نہ رکھے۔ آپ نے اس بات کی وضاحت کی کہ ہندوستان میں بھی خدا تعالیٰ نے برگزیدہ لوگ مبعوث فرمائے ہیں۔ جنہوں نے اپنے وقت میں نور ہدایت سے دنیا کو روشن کیا۔ آپ نے ہندو مذہب کے دیوتاؤں کے تعلق سے اہم عقائد کو بیان کر کے ان کے فلسفے کی تفصیلی وضاحت کی اور یہ ثابت کیا کہ دراصل صفات الٰہی کی یہ وہ قدیم توضیحات ہیں۔ جو انبیائے سلف کی تعلیمات سے ملتی جلتی ہیں۔ آپ نے "منو" اور نوح علیہ السلام کے الفاظ کو ہم معنی ثابت کیا اور کہا کہ ہندوؤں کے عقیدے کی رو سے وہ پہلا شخص جس نے قانون زندگی کی وضاحت کی۔ وہ "منو" ہے۔ اور یہودیوں کے پاس اسی شخصیت کو "منا" کہا جاتا ہے۔ اور مسلمان، حضرت نوح علیہ السلام کو پہلے صاحب شریعت نبی مانتے ہیں۔ آپ نے مختلف مثالوں سے نہایت لطیف پیرایے میں یہ ثابت کیا کہ خدائی نور کی تخصیص صرف مشرق وسطیٰ اور عرب ہی سے نہیں ہے بلکہ خدا رب العلمین ہے۔ اور اس نے تمام دنیا کو اپنے نور سے منور کیا ہے۔ آخر میں آپ نے کہا کہ آج جو ہم قومی یکجہتی کے سوال پر غور کر رہے ہیں۔ اس کا حل آج سے ۵۰ سال قبل بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے اپنی کتاب "پیغام صلح" میں پیش فرمایا ہے۔ آپ نے پیغام صلح کے اقتباسات سناتے ہوئے یہ واضح کیا کہ دنیا میں تمام اختلافات صرف مذہب کی بناء پر قائم ہیں۔ اور ان کو دور کرنے کا واحد حل اسلام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ تجویز کیا ہے کہ ہم تمام مذاہب کے رہنماؤں تمام انبیاء اور تمام بزرگوں کی دل سے عزت کریں اور خدا کے ان فرستادوں کی توقیر دنیا میں قائم کرنے سے ہی دنیا میں حقیقی امن قائم ہو سکتا ہے

دوسری تقریر مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ مدراس نے سیرت النبیؐ کے عنوان پر فرمائی۔ آپ نے کہا کہ آنحضرت صلعم کے ذریعہ سے دنیا میں توحید کامل اور شریعت کاملہ کو خدا تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ آپ نے کہا کہ آنحضرتؐ سے پہلے جتنے انبیاء دنیا میں مبعوث ہوئے۔ وہ کسی خاص قوم، ملک یا وقت کے لئے تھے۔ لیکن چونکہ خدا تعالیٰ کو ایک کامل رسالت اور کامل شریعت دنیا میں قائم کرنا تھا۔ جو قیامت تک بنی انسان کے لئے بلا لحاظ زبان و مقام یکساں کارآمد ہو۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو مبعوث فرمایا۔ اور آپ نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے کلمے کے ذریعہ دنیا کے سامنے ایک کامل ترین فلسفہ توحید و رسالت پیش فرمایا۔ اور اس فلسفے کا یہ اعجاز تھا کہ اس نے رنگ و نسل قوم اور ملک مشرق اور مغرب کے امتیازات مٹاتے ہوئے تمام انسانوں کو مساوات کا درجہ دیا۔ اور انسان کو نہ صرف مکمل انسان بلکہ باخدا انسان بنا دیا۔ اور اسی فلسفے نے دنیا کا سب سے بڑا اخلاقی، اقتصادی اور روحانی انقلاب برپا کر دیا۔ جو رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔ اور قیامت تک کے لئے تمام بنی نوع انسان کے لئے صرف اسلام ہی وہ مذہب ہو گا۔ جو دینی اور دنیاوی امور میں رہنمائی کرے گا

تیسری تقریر مکرم سید جعفر حسین صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ایڈوکیٹ نے فرمائی۔ آپ نے اپنے ولولہ انگیز اور محبت کے جذبات سے بھرے ہوئے انداز میں مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ جب بھی خدا کے مرسل دنیا میں آتے ہیں تو ان کی آواز پر یہی ہوتا ہے کہ ان کے ماننے والے اپنے عزیزوں، رشتہ داروں، دوستوں اور ہم خیالوں سے کٹ کٹ کر ان سے جا ملتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ وہ لوگ جو [illegible] آج مخالفین [illegible] جو جماعت احمدیہ کے عقائد کو تبدیل کرنے پہلا تیری تقریر سننے کے لئے آمادہ نہیں۔ آپ نے کہا کہ ان واقعات کو دیکھ کر آج سے چودہ سو سال پہلے کے ان واقعات کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیش آئے تھے۔ یعنی وہ لوگ جو آنحضرت کو صدیق اور امین کہا کرتے تھے۔ وہی آپ کے دعویٰ نبوت کے بعد آپ کے شدید ترین مخالف ہو گئے۔ انہوں نے آپ کا اور آپ کے مشن کا نہ صرف بائیکاٹ کیا۔ بلکہ ہر ممکن طریق سے آپ کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرتے رہے اور آپ کو اذیتیں دیتے رہے۔

داستان واقعات

کو نہایت درد بھرے انداز میں بیان کرتے ہوئے فاضل مقرر نے کہا کہ مقامی مسلمان اس بات پر غور کریں۔ کہ شادنگر میں جماعت احمدیہ کی طرف سے جلسہ سیرت النبیؐ کو روکنے کے لئے جو سعی کی ہے۔ کہیں وہ انہی واقعات کا اعادہ تو نہیں۔ جو اہل عرب نے آنحضرت صلعم کے مشن کے ساتھ کیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے کہا کہ حکومت کے عہدہ داروں نے جماعت کے جلسہ کے انعقاد اور اس کی کامیابی کے لئے جو انتظامات کئے تھے اس کو دیکھتے ہوئے ان کو اس سلوک کی یاد آ گئی جبکہ شہنشاہ حبش نے نہتے اور کمزور مسلمانوں کو عرب کے جاہلوں اور جابروں کے مقابلے میں پناہ دی تھی۔ اور جس کی برکت سے خدا تعالیٰ نے آج تک اس کی حکومت کو قائم رکھا ہے آپ نے کہا کہ دستور ہند نے جو مذہبی آزادی دی ہے۔ اس کی حقیقی اہمیت کا احساس ان ہی واقعات سے ہوتا ہے۔ مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ وہ تبلیغ اسلام اور آزادی تقریر کی راہ میں روڑے اٹکا کر بالکل وہی عمل کر رہے ہیں جو حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے کیا تھا۔ آپ نے متنبہ کیا کہ وہ خدا تعالیٰ کے غضب سے ڈریں اور بجائے ظالم بننے کے وہ قوم بنیں جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں تیار کیا تھا جو مظالم برداشت کرتی رہی اور خدا کی راہ میں مسلسل قربانیاں دیتی رہی یہاں تک کہ خود خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تم سے راضی ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے کہا کہ جب سے مسلمان اس عقیدے میں مبتلا ہوئے کہ خونی مہدی آئے گا جو تلوار کے زور سے تمام دنیا کو مسلمان کر دے گا اور دنیا کی تمام قوموں اور حکومتوں کو سمیٹ کر بطور تحفہ دے دے گا اس وقت سے مسلمان، قوت عمل، جذبہ تبلیغ، خدا ترسی اور مذہب پرستی اور عبادت سے غافل ہو گئے۔ مسلمانوں کے لئے یہ لمحۂ فکریہ ہے۔ کہ جہاں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو ۲۳ سال تک مسلسل جدوجہد کرنے اور عظیم قربانیاں دینے کے بعد کامیابی عطا فرمائی۔ اب ممکن نہیں کہ اس اسوۂ حسنہ پر عمل کئے بغیر مسلمانوں کو کامیابی نصیب ہو۔ آپ نے کہا کہ حقیقت

صلعم نے غار حرا سے نکلتے ہی تلوار نہیں سنبھالی بلکہ آپ نے اپنی تعلیم اور صحابہ نے اپنے عمل اور قربانیوں سے اسلام کو پھیلایا۔ آپ نے کہا کہ یہ دنیا خدا تعالےٰ کا باغ ہے اور وہ چاہتا ہے کہ یہ باغ ہمیشہ سرسبز رہے۔ اسی لئے وہ صرف پھل دار درختوں کو باقی رکھتا ہے اور ناکارہ درخت کاٹ دیئے جاتے ہیں۔ تاکہ ان کے بُرے اثرات سرسبز و شاداب درختوں پر نہ پڑیں۔ آپ نے نصیحت کی کہ بار آور درخت بنو تاکہ باقی رکھے جاؤ۔ آخر میں آپ نے کہا کہ یہ وہ وقت ہے کہ خدا کے حضور گڑگڑانے اور صحیح تعلیمات کے پھیلانے کے لئے شدید جد وجہد کرنے کی ضرورت ہے۔ اور وقت کا تقاضا یہ ہے کہ جو قوم گہری نیند میں ہو اس کو تلو سے سہلا کر جگانے کی بجائے جھنجھوڑ کر بیدار کیا جاتا ہے۔ اور جو زہریلا پھوڑا خون اور پیپ سے رِس رہا ہو اس پر مرہم لگانے کی بجائے گہرا گھاؤ لگا کر درست کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد مولوی مبارک علی صاحب مبلغ نے جماعت احمدیہ کے عقائد پر ایک اجمالی تقریر فرمائی۔ اور ان غلط فہمیوں سے آگاہ فرمایا جو مخالف علماء جھوٹے طور پر عوام میں پیدا کر رکھے ہیں۔ آپ نے عوام الناس سے اپیل کی وہ اندھی تقلید کو ترک کریں اور ان امور پر غور فرمائیں جو جماعت احمدیہ انکے سامنے پیش کرتی ہے۔ اور ان غلط عقائد کو ترک کریں جو آج مسلمانوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور ان کی تباہی کا موجب بن رہے ہیں۔ مولوی صاحب کی تقریر گو بہت مختصر تھی لیکن جلسے میں کی گئی تمام تقریروں کا ایک بہترین ملیدہ اور نچوڑ تھی۔

تقریر صدارت میں سیٹھ محمد معین الدین صاحب نے فرمایا کہ جس طرح خدا تعالےٰ انسان کی جسمانی ضروریات پوری فرماتا ہے اسی طرح وہ روحانی ضروریات بھی پوری فرماتا ہے۔ اور اسی اصول کے تحت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی مسلمانوں میں گذشتہ ۱۴ سو سال سے مجددین امت کا سلسلہ جاری ہے۔ آخر میں آپ نے تمام مذاہب کے ماننے والوں کو نصیحت کی کہ وہ وقت کے تقاضوں کو سمجھیں۔ اور اپنے وقت کے برگزیدہ اور خدا کے بھیجے ہوئے انسان کو پہچانیں۔ آپ نے جملہ مقررین، حاضرین اور حکام کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا۔

مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ مدراس نے اختتامی دعا کروائی اور جلسہ نہایت کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ رات میں ۱۰ بجکر ۵ منٹ پر اختتام کو پہنچا۔ جلسے کے اختتام تک جناب ڈپٹی ایس۔ پی صاحب اپنے ماتحت عہدہ داران اور جمعیت کے معقول انتظام کے ساتھ برابر تشریف فرما رہے اور جلسے میں مقامی ہندو بھائیوں نے بھی اچھی تعداد میں شرکت فرمائی۔ جس کے لئے وہ بے حد شکریئے کے مستحق ہیں۔ جلسہ کی کامیابی کے لئے سیٹھ محمد معین الدین صاحب جماعت احمدیہ حیدرآباد، سکندرآباد، وجینت کنٹہ کی مساعی لائق مبارکباد ہیں اور ان تمام جماعتوں کے خدام و انصار بڑی تعداد میں ہر لحاظ سے اپنی خدمات اور قربانیوں سے جلسے کی کامیابی کے لئے کوشاں رہے اور کئی میل کا سفر طے کر کے جلسے میں شریک ہوئے۔ اس دن حیدرآباد اور سارے ضلع میں طوفانی بارش رہی۔ لیکن خدا تعالےٰ کے غیر معمولی فضل سے ہمارا ساتھ دیا۔ اور شادنگر میں صرف ہلکی سی بارش ہوتی رہی۔ جس کے باوجود بھی جلسہ شاندار اور نہایت کامیاب رہا۔

فالحمد للہ علےٰ ذالک۔

تذکرۂ صحابۂ مسیح موعودؑ

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی الکبیرؓ کی یاد میں

از مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل دکیبل ہائیکورٹ یادگیر

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم صحابی حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی الاسدیؓ کی عادت تھی کہ جب کوئی ان سے ملنے اُن کے گھر آتا تو وہ اُسے ضرور چائے یا اور کوئی چیز پیش کر دیتے۔ سوائے اس کے کہ کوئی شخص ایسے اوقات میں اُن سے ملنے آتا جو اُن کے لئے سخت مصروفیت کا ہوتا یا آنے والے کو خود جلدی جانا مقصود ہوتا

(۲)

دوسری عادت یہ تھی کہ ہر آنے والے کو اگر وہ احمدی ہوتا تو ضرور حضرت مسیح موعود گذشتہ زمانہ کے یا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے عہد کی کوئی بات سنا دیتے یا اس کے ایمان علم ویقین وعمل کے اضافہ کے لئے کوئی ارشاد فرماتے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ عہدِ ماضیہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذکر سے آپ کی آنکھیں آنسو بہانے لگتیں اور آپ دیر تک روتے۔ اسی طرح آپ کے ذکر اور رونے میں آنے والا انسان اپنے لئے ایمان میں ایک اضافہ لے جاتا اور ایسا محسوس ہوتا کہ ہم گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں روحی اعتبار سے موجود ہیں۔

(۳)

تیسری عادت یہ تھی کہ خواہ حضرت عرفانی صاحب کتنی تکلیف میں کیوں نہ ہوں آنے والے کی خیریت اور اس کے اہل وعیال کی خیریت دریافت کرتے اور اس کے کام کاج سے متعلق دریافت فرماتے۔ گویا اپنے وجود سے زیادہ اُنہیں آنے والے کی فکر ہوتی۔ اس محبت کے منظر کو یاد کر کے قلوب کی جو کیفیت ہوتی ہے اس کا اندازہ کرنا آسان نہیں۔

(۴)

چوتھی عادت یہ تھی کہ اکثر ایسا ہوتا کہ کوئی احمدی آپ سے ملنے گیا تو آپ اُسے قرآن شریف کے بار بار پڑھنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء سلسلہ کی کتابوں کے مطالعہ کی تحریک فرماتے اور خدمتِ دین کی طرف توجہ دلاتے۔

(۵)

جب کبھی کوئی آنے والا اُن سے یہ عرض کرتا کہ میرے فلاں مقصد کے لئے دعا کریں تو وہ کہتے کہ میں ضرور دعا کروں گا مگر دعا کی تحریک کرنے والے کا بھی اپنا کام ہے کہ وہ خود خدا کے حضور دعا کرے تاکہ اس کو دعا کی عادت پڑ جائے گی۔ اور آہستہ آہستہ وہ خود مستجاب الدعا ہو جائے گا۔

(۶)

چار بجے کی چائے کے وقت اگر کوئی شخص ملنے آجاتا اور انہیں خود باہر جانا ہوتا تو اگر وہ بے تکلف ہوتا تو ایسا عمل فرماتے کہ اُسے اپنی رہائش جگہ کے قریب کسی ہوٹل میں جا تے جاتے لے جاتے اور اُسے چائے اور اس کے ساتھ کیک پیسٹری یا بسکٹ یا کوئی اور چیز کھلا دیتے یا سیر کرتے ہوئے کسی جگہ ٹھہر جاتے وہاں کسی معروف ہوٹل میں اسے چائے پلا دیتے۔ اگر ساتھ جانے والا شخص اُس وقت کے بل کو ادا کرنے کی کوشش کرتا تو وہ سخت ناراض ہوتے اور فرماتے کہ یہ تو میرا حق ہے آپ کو اس طرح میرا حق نہ لینا چاہیئے پھر بہت بے تکلفی سے فرماتے کھائیے اور کھائیے۔ پیجئے اور پیجئے اور جونہی چائے سے فارغ ہوتے جلد اُٹھ جاتے اور سوائے اس کے کہ کوئی دوسرا شخص چائے دیر تک پی رہا ہو تو اُس وقت تک اخبار تازہ سے کچھ پڑھ لیتے یا اپنے پاس کے اخبار کا مطالعہ کرتے ہوئے پاس ہوتا پھر کوئی نصیحت کی بات کر کے اس کو رخصت کر دیتے۔

(۷)

اکثر عادت تھی کہ جب باہر نکلتے تو کوئی تھیلی ساتھ ہوتی جن میں کوئی اخبار یا کتاب یا مسودہ کتاب ہوتا یا پروف ریڈنگ کیلئے کاپی ساتھ ہوتی۔ جہاں بھی کوئی وقت مل جاتا آپ اس کو ضائع نہ کرتے بلکہ اسکو بھی مطالعہ یا صحت پروف میں خرچ فرماتے

(۸)

جب کبھی کوئی شخص آپ سے ملنے آتا تو اس کو بہت دیر تک اپنے پاس نہ بٹھاتے اسکے مطلب کی بات ختم ہونے کے بعد اگر وہ جلد رخصت ہونے کو تیار ہوتا تو آپ رخصت فرماتے ورنہ وہ خود بیٹھنا چاہے تو آپ اس کو دینی باتوں کے سنانے میں مشغول کرتے اور دعا سے اُس کو رخصت فرماتے اپنے بے تکلف احباب سے فرماتے کہ وہ بار بار ملتے رہیں اس کے بہت فوائد ہیں

(۹)

رمضان المبارک میں ایکدفعہ کا واقعہ ہے کہ مجھے ایک عورت نے جس کے گھر میں اولاد نہ ہوتی تھی ایک قلیل رقم دے کر کہا کہ میری طرف سے حضرت عرفانی صاحب کی خدمت میں نذرانہ پیش کر کے دعا کی درخواست کر دیں اور ایک خط بھی اس نے لکھا کہ میرے شوہر کا سلوک مجھ سے اچھا نہیں ہے دعا فرما دیں کہ اللہ تعالےٰ اسے نیک توفیق دے۔ تو میں نے حضرت عرفانی صاحب کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔ اور فرمایا کہ اس لڑکی کے لئے میں ضرور دعا کروں گا اور اللہ تعالےٰ چاہے تو اس کے شوہر کو نیک سلوک کی توفیق مل جائے گی۔ جب میں نے مبلغ مذکور اُن کو نذرانہ دیا تو فرمانے لگے کہ میں ذاتی طور پر اپنے لئے اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ مگر آپکے ساتھ تعلقات گہرے ہیں اسلئے نصیحت کے ساتھ اس کو قبول کرتا ہوں کہ میں اس کو تصانیف کے سلسلے کام میں لے آؤں گا لیکن اس امر کا خیال رہے۔ ہاں تصانیف وتالیف کے سلسلہ میں جماعت کا کوئی فرد مدد کرنا چاہے تو اُس کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے اجر ملیگا۔ اور سلسلہ کے کام میں آجائینگے۔ چنانچہ حضرت عرفانی صاحب کی تحریکات جب کبھی ہوتیں تو تصانیف وتالیف کی اشاعت کے لئے۔

(۱۰)

ذاتی اغراض کیلئے انہوں نے کبھی بھی کسی شخص سے امداد کی کوئی تحریک نہیں فرمائی۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے آپ کے لڑکے داؤد علی صاحب عرفانی وارنگل کو کہ انہوں نے اپنے باپ کی خدمت میں کبھی بھی کسی مالی خدمت سے دریغ نہیں کیا اور خدمت

درخواست دعا

میرے والد محترم ایم۔ اے جلیل صاحب نیفنی حیدرآباری کو تقریباً ایک سال سے پاؤں میں درد ہے اور چلنے پھرنے سے مجبور ہو گئے۔ بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان سے ان کی کامل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

افسر بیگم سیکرٹری لجنہ بنگلور

اسوۂ نبویؐ کی اتباع ہر امتی کے لئے باعثِ عزت و شرف ہے

از مکرم سید محمد احمد صاحب سابق پراونشل امیر اڑیسہ

مجھے یہ بات سن کر خوشی ہوئی کہ میرے محترم چچا حضرت مولوی سید غلام صفدر صاحب مرحوم کے دو پوتے جو بفضلہ تعالیٰ تعلیم یافتہ اور گریجوایٹ ہیں۔ ایک دفعہ جب چھوٹے بھائی نے جوتا یا موزہ پہنتے وقت پہلے بائیں پاؤں میں پہننا شروع کیا تو بڑے بھائی نے ٹوکا کہ ایسا نہ کرو۔ اول دائیں پاؤں میں پہنو۔ اس کے بعد بائیں پاؤں میں۔ اتارتے وقت اول بائیں پاؤں سے شروع کرو بعد میں دایاں پاؤں۔ چھوٹے نے جواب دیا اس میں کیا رکھا ہے۔ جوتا پہننا یا اتارنا مقصد ہے۔ پہلے پیچھے سے کیا ہے۔ تب بڑے بھائی نے جواب دیا کہ میں نے چچا کے (میرے) ایک خطبہ میں یہ سنا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم جوتا پہنتے وقت اول دایاں بعد میں بایاں اور اتارتے وقت اول بایاں اور بعد میں دایاں کا ضرور خیال رکھتے تھے۔ ایک دو وقت یا ایک دو دن کی بات نہیں بلکہ آپ اس پر ہمیشہ قائم رہے

ہے تو یہ معمولی سی بات مگر اس سے کئی باتوں کی طرف رہنمائی ہو جاتی ہے اول یہ کہ خوشی اس بات کی ہے کہ ہمارے تعلیم یافتہ نوجوانوں میں یہ رُوح پائی جاتی ہے کہ وہ دوسرے نوجوانوں کی طرح کسی بات کو جس کا فلسفہ ان کی سمجھ میں نہ آسکے ٹھکرا نہیں دیتے۔ انہیں جب معلوم ہو جائے۔ کہ یہ عمل حضرت نبی کریم صلعم سے ثابت ہے۔ خواہ اس کی حقیقت وقتی طور پر انہیں معلوم ہو یا نہ ہو اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ یا کم از کم اتنا معلوم ہو جائے کہ اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا آپ کے خلفاء نے ایسا کیا ہے تو بھی سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا آپ کے خلفاء ہرگز ہرگز سنت نبوی کے خلاف کوئی کام نہیں کیا کرتے۔ بلکہ چھوٹی سے چھوٹی بات جو حضرت نبی کریم صلعم سے ثابت ہو۔ اس پر پابندی سے عمل کرتے ہیں۔

اسلام چاہتا ہے کہ جو بات خدا اور اس کے رسول سے ثابت ہو اس پر بلا چون و چرا عمل کیا جاوے۔ خواہ وقتی طور پر اس کی حقیقت سمجھ آئے یا نہ آئے اسلام کے معنے ہیں گردن نہادن۔ قرآن شریف میں متقیوں کی شان میں آتا ہے کہ یؤمنون بالغیب جس کے یہ بھی معنے ہو سکتے ہیں کہ ایسی باتیں جو ان کے نزدیک ابھی پردۂ غیب میں ہیں۔ اس کی حقیقت ابھی معلوم نہیں ہوئی ہے مان لیتے ہیں۔ جہاں ہزاروں، لاکھوں پر حکمت کلام کی حقیقت ہم پر ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور چند ایک کی حقیقت ہم کو معلوم نہیں۔ صرف واسخون فی العلم کو ہی معلوم ہوتی ہے یا خدا بتلائے تو معلوم ہو سکتی ہے ان پر ایمان لانا اور ان احکام پر کاربند ہونا مومن کے لئے ضروری ہو جاتا ہے۔ کسی حکم کو محض اس لئے ٹھکرا دینا کہ اس کی حکمت ہماری سمجھ میں نہیں آئی یا اس زمانے میں عمل کرنے کے قابل نہیں ہے روحانی پہلو سے نہایت ہی گری ہوئی بات ہے اور خدا سے دور لے جانے والی ہے۔

ہزاروں پر حکمت کلام و احکام کو سن کر جب ہم نے کسی کو اپنا امام و پیشوا تسلیم کر لیا ہے۔ اگر اس کی دو چار باتوں کی حقیقت ہمیں معلوم بھی نہ ہو تو ان پر بلا چون و چرا عمل کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ حافظ نے کیا ہی اچھا کہا ہے۔

بہ مے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید

کہتے ہیں کہ محمود سبکتگین کا ایک غلام تھا اس کا نام ایاز تھا۔ اسے بادشاہ بہت چاہتا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ ایک غلام کے ساتھ اتنی محبت و رعایت نہ چاہیئے۔ بادشاہ نے انہیں سبق دینے کے لئے ایک دن ایک قیمتی ہیرا لیا اور اس کے ساتھ ایک ہتھوڑا لے کر تمام بڑے بڑے لوگوں کو دیا کہ اس ہتھوڑے سے اس ہیرے کو توڑ دیا جائے۔ سبھوں نے [illegible] توڑنے سے انکار کر دیا اور سبھوں نے یہی کہا کہ حضور یہ بڑا قیمتی ہیرا ہے اسے نہ توڑا جائے مگر جوں ہی وہ ہیرا اور ہتھوڑا ایاز کو دیا گیا اور توڑنے کا حکم دیا تو اس نے فوراً یہ کہتے ہوئے کہ بادشاہ کے حکم کے سامنے اس ہیرے کی کیا حقیقت ہے ایک ضرب لگائی اور ہیرے کو چکنا چور کر دیا۔

سچی بات یہ ہے کہ اطاعت کے مقام میں جو جتنا چست دکھائے گا۔ وہی قرب کا درجہ پائے گا۔ انبیاء کا گروہ اس میدان میں سبھوں سے آگے بڑھا ہوا ہوتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے اذ قال له ربه اسلم قال اسلمت لرب العالمين جبکہ ابراہیم علیہ السلام کو خدا نے کہا کہ فرمانبردار ہو جا انہوں نے جواب دیا حضور میں فرمانبردار ہوں۔

آج کے زمانہ کے ساتھ آج سے قبل تیرہ سو سال زمانہ کی طرف نگاہ کرو تو معلوم ہوگا کہ وہ زمانہ علم و عقل کے لحاظ سے کتنا تاریک زمانہ تھا اس زمانے میں حضرت نبی کریم صلعم کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی صدہا باتیں ایسی ہیں کہ آج کی مہذب دنیا اسے اپنانے میں فخر محسوس کرتی ہے بڑے بڑے سائنسدان اسے صحیح تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ ایسی تمام باتیں جن پر دنیا ناسمجھی سے اعتراض کرتی تھی آج اس کی تعریف کرنے پر مجبور ہوئی ہے وہ تمام باتیں جنہیں دنیا اور درخور اعتناء نہیں سمجھتی تھی آج اسے اہم اور قابل توجہ سمجھ رہی ہے

چونکہ حضرت نبی کریم صلعم کے تمام حرکات و سکنات خدا تعالیٰ کی وحی خفی سے تھے اور دنیا کو فائدہ پہنچانے والے تھے اس لئے خدا تعالیٰ نے ان کی حفاظت کا ایسا پختہ سامان مہیا کر دیا کہ معمولی سے معمولی حرکت کو قیامت تک محفوظ کر دیا۔ آپ مشاہیر عالم کی سوانح حیات کا مطالعہ کیجئے کہیں بھی آپ ایسی چھوٹی چھوٹی حرکتوں کی طرف اشارہ کنایہ تک بھی نہ پائیں گے۔ جوتا کیسے پہنتے تھے کیسے اتارتے تھے۔ [illegible] کیسے لگاتے تھے۔ حوائج ضروریہ کیسے پوری کرتے تھے کیسے ہنستے تھے کیسے کھاتے تھے وغیرہ معمولی باتوں کے بارہ میں کچھ بھی نہ پائیں گے۔ ہو سکتا ہے جوتا پہننے چلنے پھرنے سرمہ لگانے وغیرہ باتوں کا علم ہو جائے مگر ان کے طور و طریق کا ذکر کہیں بھی نہیں پائیں گے۔ خدائے تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلعم کے عمل کے طور و طریق تک کو بھی محفوظ کر دیا تا دنیا اس سے فائدہ اٹھائے اور ہم اٹھانے والے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور قیامت تک اٹھاتے رہیں گے۔

آج سے تیرہ سو سال پہلے حضرت نبی کریم صلعم خود مسواک کرتے تھے اور مسواک کرنے کی تحریک فرماتے تھے۔ فرماتے تھے کہ اگر میں اپنی امت پر زیادہ بوجھ ڈالنے کا خوف نہ کرتا تو انہیں پانچوں وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا ممکن ہے کسی کی سوانح حیات میں مسواک کرنے کا ذکر آ جائے مگر مسواک کرنے کے طریق کا ذکر کہیں نہیں پائیں گے حضرت نبی کریم صلعم کے مسواک کرنے کے طریقہ کو یوں بتایا گیا ہے کہ آپ مسواک کو دانتوں میں نیچے سے اوپر کی طرف پھیرا کرتے تھے۔

زمانہ گذرتا گیا حضرت نبی کریم صلعم کے سچے عاشق ہی اس چھوٹی سی حرکت کی طرف توجہ دیتے تھے۔ مگر دنیا کا کثیر حصہ اول تو مسواک نہیں کرتا تھا اور جو عمل کرتا تھا وہ حضور صلعم کی حرکت سے بے خبر اور لاپرواہ تھا۔ آج سائنس کی ترقی کے زمانہ میں جہاں بال کی کھال کھینچی جاتی ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم کے اس نمونہ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس زمانے کے بڑے بڑے ماہر ڈاکٹر صحت کی بحالی کے لئے مسواک کی پُر زور تحریک کرتے ہیں۔ اور برش وغیرہ کو نیچے سے اوپر دانتوں میں پھیرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ جب یورپ تشریف لے گئے تھے۔ لندن میں ایک بڑے ماہر ڈاکٹر سے اپنے دانتوں کا علاج چاہا۔ اس ماہر فن نے جہاں دوسری باتیں بتائیں اور دواؤں کا مشورہ دیا۔ اس کے ساتھ برش کرنے پر زور دیا اور یہ کہا کہ برش اس طرح کرو جس طرح عرب کا محمد کیا کرتا تھا۔ حضرت امیر المومنین کہتے ہیں کہ میں جانتا تھا کہ حضور صلعم کس طرح مسواک کیا کرتے تھے۔ مگر غیر کی زبان سے اپنے محبوب کی تعریف سننے کے لئے میں نے پوچھا وہ کس طرح مسواک کرتے تھے جواب دیا اس نے کہا کہ برش کو نیچے سے اوپر لے جاتے تھے۔ دیکھنے میں یہ بات کتنی معمولی تھی۔ مگر کتنی حکمت پر مبنی تھی۔ اسی طرح دائیں بائیں کی تقدیم تاخیر اور اس پر مداومت کبھی بھی عبث و بے فائدہ نہیں ہو سکتی۔

دائیں بائیں کی تقدیم و تاخیر اور اس پر مداومت صرف جوتے یا موزے کے پہننے یا اتارنے تک محدود نہیں بلکہ آپ دوسرے کاموں میں بھی اس کا خیال رکھتے تھے۔ مثلاً مسجد میں داخل ہوتے وقت اول دایاں پاؤں داخل فرماتے اور بایاں بعد میں۔ مسجد سے نکلتے وقت اول بایاں باہر رکھا کرتے اور دایاں بعد میں۔ سرمہ لگاتے وقت اول دائیں آنکھ میں سرمہ لگاتے اسی طرح کنگھی کرتے وقت اول دائیں جانب کنگھی پھیرتے اسی طرح سوتے وقت اول دائیں کروٹ استراحت فرماتے تھے۔ حجامت بنواتے وقت حجام کو دائیں طرف سے شروع کرنے کا حکم دیتے تھے۔ دائیں ہاتھ سے خود بھی کھانا کھاتے دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرماتے کُل بیمینك مما یلیك دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور سامنے سے کھاؤ۔

دائیں بائیں کی اس تقدیم و تاخیر کا فلسفہ خواہ ہمیں معلوم نہ ہو۔ لیکن حضور صلعم کی اس پر مداومت بتاتی ہے کہ روحانیت سے اس کا گہرا تعلق ہے۔

انہی مسائل میں سے داڑھی رکھنے کا حکم

ہے ممکن ہے داڑھی رکھنے کی حکمت اور فلسفے سے ہم بے خبر ہوں مگر چونکہ حضرت نبی کریم صلعم اس کا التزام فرماتے رہے اور قصّوا الشوارب واعفوا اللحیٰ کا حکم دیتے رہے اس سے معلوم ہوتا ہے اس کا بھی روحانیت سے بہت گہرا تعلق ہے ورنہ اتنے اہتمام کی کیا ضرورت تھی۔ انبیاء علیہم السلام کوئی کام عبث نہیں کیا کرتے پس یہ کہنا کہ چند بالوں کے منہ پر سے نکال دینے سے اسلام میں کونسی خرابی آجاتی ہے۔ بڑی نادانی کی بات ہے اور روحانیت سے دور لے جانے والی بات ہے۔ اس کی حقیقت سے عوام آگاہ ہوں یا نہ ہوں خدا رسیدہ لوگ اسے ضروری سمجھتے ہیں۔ میں نے آجتک کسی داڑھی منڈے کو شرف مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف نہیں پایا۔ معلوم کیوں خدائے تعالےٰ کو داڑھی رکھنے والے ہی پسند آتے رہے ہیں۔

اس موقع پر حضرت عیسےٰ علیہ السلام و یحییٰ علیہ السلام کے چھوٹی عمر میں اس شرف سے مشرف ہونے کی بات کو بطور حجت پیش نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ ہم اس وقت داڑھی منڈانے کی بات کر رہے ہیں۔ اور اس عمر میں داڑھی نہیں آئی ہوتی۔ اسی طرح حضرت مریم حضرت امراۃ عمران وام موسیٰ وغیرہ کا نام نہیں لیا جاسکتا۔ عورتوں کو داڑھی آتی ہی نہیں تو منڈانا کیسا! اسی طرح حضرت کرشن علیہ السلام اور حضرت رامچندر جی کا نام نہیں لیا جاسکتا۔ آجکل تصاویر کا اعتبار ہی کیا ہے۔ سری رام چندر جی کے جنگل میں رہنے کے زمانے کی ایک تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کسی نے ایک پنڈت سے کہا کہ پنڈت جی بتایئے شری رامچندر جی جنگل میں رہنے کے زمانے میں کس کمپنی کا بلیڈ استعمال کرتے تھے۔ پنڈت جی نے ایک قہقہہ لگایا اور خاموش ہو گئے۔

اس چھوٹی سی بات سے ہمیں اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ صحیح سنت نبوی کی روشنی میں ہمیں احمدی نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کے لئے غیر معمولی توجہ دینے کی ضرورت ہے ان کی عمر اُٹھان اور زمانہ کی رفتار کو ملحوظ رکھتے ہوئے انہیں ہر بُرے اثر سے محفوظ رکھنے کے لئے اسی طرح کا کوئی عملی قدم اٹھاتے رہنا چاہیئے اگر آج ان نوجوانوں کی دینی تعلیم و تربیت کا خیال نہ رکھا گیا اور عملی میدان میں کمزور رہے تو آئندہ سلسلہ کے پنپنے اور ترقی کرنے کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ اعاذنا اللہ من کل البلایا و العقبات۔

کوپن ہیگن میں یورپ کے مبلغین کی کامیاب کانفرنس

(بقیہ صفحہ اول)

کے ریزولیوشنز کی تعمیل کا جائزہ لیا گیا۔ کل چار مشاورتی اجلاس ہوئے۔ جن میں دس گھنٹے ایجنڈا پر بحث کی گئی۔ جس میں تبلیغ کو مؤثر اور تیز تر کرنے کے ذرائع پر مفصل تبادلہ خیالات کیا گیا۔ مقامی مشکلات کو دور کرنے کے ذرائع پر مفصل تبادلہ خیالات کیا۔ مقامی مشکلات کو حل کرنے کی تجاویز پیش کی گئیں۔ تربیت اور تعلیم کے متعلق بحث کی گئی تبلیغی اشاعت کے پروگرام تجویز کئے گئے۔

مشنز کانفرنس کے موقعہ پر ایک اور اجلاس کا انتظام بھی کیا گیا۔ جس میں پاکستان مصر۔ سویڈن۔ ڈنمارک۔ جرمنی اور ہالینڈ کے احمدی اور غیر احمدی احباب شامل ہوئے اور مندرجہ ذیل ایجنڈا پر غور کرتے رہے۔

(۱) گرمیوں میں ایک مذہبی کیمپ کا انتظام
(۲) بچوں کی تعلیم و تربیت کے ذرائع پر غور
(۳) باہمی تعاون کے ذرائع پر غور۔ کل اجلاس آٹھ گھنٹے رہا۔

پبلک اجلاس

شام آٹھ بجے ۱۵ر اکتوبر ایک پبلک کوپن ہیگن میں کیا گیا۔ پہلی تقریر برادرم محمد عبدالسلام صاحب میڈسن مفسر و مترجم قرآن مجید نے سیرۃ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم پر کی۔ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بطور باپ خاوند۔ غریب۔ دولتمند۔ سپہ سالار پیش کیا۔ اور بتایا کہ کس طرح آپ ہر لحاظ سے بنی نوع انسان کے لئے اسوۂ حسنہ ہیں اس کے بعد ڈاکٹر محمود یوسف الاسلام ارسن صاحب مدیر الیجٹ اسلام نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے دوسرے مشن۔ آپ کے صلیب پر سے زندہ اتارے جانے اور بعد کشمیر جاکر اسرائیلی قبائل تک پیغام پہنچا کر سرینگر میں فوت ہونے کے متعلق قرآن مجید عہد نامہ جدید اور تاریخی مسودات کی روشنی میں بیان کیا آخر میں مکرم شیخ ناصر احمد صاحب نے "تعلیم الاسلام" کے موضوع پر اسلام کی عالمی و آفاقی تعلیم پر روشنی ڈالی۔ تقاریر کے بعد انڈونیشیا کے خوبصورت مناظر سے متعلق ایک فلم دکھائی گئی۔ حاضرین میں کوپن ہیگن یونیورسٹی کی پروفیسر جنہوں نے سلطان خورتوں اور پردہ کے حق میں کئی کئی کتب اور مضامین لکھے ہیں۔ اور شہزادہ کمال الدین (نومسلم) جو عالیجاہ آئی لینڈ کے ولی عہد ہیں۔ اور ملایا یونیورسٹی کے پروفیسر وغیرہ رہ چکے ہیں بھی شامل تھے۔

دوسرا پبلک اجلاس

۱۶ کی شام کو ایلسی نور میں ایک تبلیغی جلسہ منایا گیا۔ پہلی تقریر برادرم میڈسن صاحب نے سیرۃ نبوی صلعم پر کی۔ دوسری تقریر مکرم شیخ ناصر احمد صاحب نے وفات مسیح پر کی جو بہت مؤثر ثابت ہوئی۔ تیسری تقریر مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب نے اسلام اور امن کے موضوع پر کی۔ آپ نے سب سے پہلے مشہور مستشرقین کے متعدد حوالہ جات کی روشنی میں اسلام کے بزور شمشیر پھیلنے کی تردید کی۔ بعد میں اسلام کی محبت و آشتی پر مشتمل تعلیم کو نہایت کامیابی سے بیان فرمایا۔ مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب اور مکرم شیخ ناصر احمد صاحب نے ہالینڈ اور سوئٹزرلینڈ کے مشنوں کی تبلیغی سلائیڈز دکھائیں۔

تفریحی ٹرپ

مبلغین اور معزز مہمانوں کی تفریح کے لئے کوپن ہیگن سے ایلسی نور تک ایک نہایت پُر لطف سڑک پر جو سمندر کے کنارے واقعہ ہے بس کے سفر کا انتظام کیا گیا۔ نیز ایلسی نور کا مشہور قلعہ جو کہ قلعہ کرون برگ جسے سکسپیئر نے Hamlet میں لکھ کر شہرت دی ہے دکھایا گیا۔ پھر شام کا کھانا ایک سمندر کے کنارے ہوٹل پر دیا گیا۔

ایلسی نور ٹاؤن ہال کی طرف سے مبلغین کی خدمت میں استقبالیہ

لارڈ میئر کے قائمقام AXEL PETERSEN نے تمام مہمانوں کی خدمت میں خوش آمدید کہہ کر ایڈریس پیش کیا۔ نیز اس شہر کی تاریخ مختصر طور پر بیان کی۔ ایک خوبصورت کتابچہ جس میں شہر کی تصاویر اور تاریخ تھی بطور تحفہ کے سب کو دیا۔ ایڈریس کا جواب مکرم چوہدری رحمت خاں صاحب امام مسجد لنڈن نے دیا۔ آپ نے شکریہ ادا کرنے کے بعد اسلام کے پیغام کو پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ فی الحقیقت دنیا کے تمام دکھوں کا مداوا اور پیچیدگیوں کا حل اسلام ہی پیش کرتا ہے اور اس کا نام ہی بتاتا ہے کہ امن کا ضامن ہے۔

درخواست دعا

نیاز مند اپنی کمزور مالی حالت سے پریشان ہے۔ نیز دینی احکام کی تعمیل و تکمیل میں سُستی ہو جاتی ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تبارک و تعالےٰ میری سُستی کو دور فرما کر اسلام اور احمدیت کا سچا خادم بنائے۔

نیز جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کے عزم میں کامیاب کرے۔ آمین!

عبدالعزیز دکاندار بڈھال
تحصیل راجوری ضلع پونچھ

ولادت - میرے چھوٹے بھائی قاضی مبارک احمد شاہد بی۔ اے مبلغ گھانا ویسٹ افریقہ کو اللہ تعالےٰ نے ۷ر نومبر ۱۹۶۱ء کو بیٹی بچی عطا فرمائی ہے عزیزہ کی درازی عمر اور صالحہ ہونے کے لئے احباب کرام سے درخواست دعا ہے۔

خاکسار قاضی عبدالحمید درویش قادیان

منقولات

سٹالن کا حشر

کمیونسٹوں کے متعلق یہ ایک عام خیال پایا جاتا ہے کہ وہ کسی کے سگے نہیں ہیں۔ اس کی تائید پہلے بھی کئی بار ہو چکی ہے اور اب کچھ ایسے واقعات سامنے آتے ہیں جنہوں نے اس خیال پر ہمیشہ کے لئے مہر تصدیق ثبت کر دی ہے دُنیا میں کمیونزم کا جو پرچار ہوا اس کا کریڈٹ آج تک دو اشخاص کو ملتا رہا ہے۔ ایک لینن کو اور دوسرا سٹالن کو۔ لینن کو اس لئے کہ وہ رُوس میں کمیونسٹ انقلاب کے بانی تھے اُنہوں نے ہی کارل مارکس کے بعد کمیونزم فلسفہ ایک واضح شکل میں دنیا کے سامنے رکھا۔ لیکن اُسے عملی جامہ پہنانے کا سہرا سٹالن کے سر پر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب تک زندہ رہا وہ کمیونسٹ دُنیا کا سب سے بڑا نیتا سمجھا جاتا رہا۔ کمیونسٹ اُسے خدا سمجھ کر اُس کی پرستش کرتے تھے دُنیا بھر کے کمیونسٹ حلقوں میں اُسی کا بول بالا تھا۔ اُس کا حکم کمیونسٹ دُنیا میں ایک قانون کی شکل رکھتا تھا۔ اُس کی زندگی میں بھی تمام دنیا جانتی تھی کہ وہ کس قدر جابر اور ظالم ہے۔ اپنے اقتدار کو قائم رکھنے کے لئے اُس نے اپنے کئی ساتھیوں کو گولی کا نشانہ بنایا۔ کئی پھانسی کے تختے پر چڑھا دیئے گئے۔ اور کئی سائبیریا کے بیابانوں میں ہمیشہ کے لئے دفن کر دیئے گئے جن لوگوں کو سٹالن نے اپنی زندگی میں اپنا مخالف سمجھتے ہوئے موت کے گھاٹ اُتارا۔ اُن کی تعداد سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں تک پہنچ جاتی ہے۔ اس پر بھی کمیونسٹ اُن کو جائز قرار دیتے تھے۔ اُسے "امن کا پیامبر" کے نام سے کیا جاتا تھا۔ اور بعض اوقات تو یہ بھی کہا جاتا تھا کہ اُس جیسا نیتا کمیونسٹوں کو نہ پہلے ملا ہے نہ پھر کبھی ملے گا۔

لیکن آج اُس کی کیا گت بن رہی ہے پانچ برس ہوئے جبکہ رُوس کے موجودہ وزیر اعظم مسٹر خروشچیف نے اُس کے خلاف جہاد شروع کیا۔ اُسے وحشی۔ جابر۔ ظالم اور نہ جانے کن کن ناموں سے یاد کیا۔ اُس کے بُت توڑ دیئے گئے اور اُس کا نام و نشان تک مٹا دینے کی کوشش کی گئی۔ اب اُس کی لاش کو قبر سے نکالا گیا ہے۔ تاکہ جہاں اُسے پہلے دفنایا گیا تھا۔ وہاں سے نکال کر کہیں اور دفنایا جائے۔ پہلے اُسے لینن کے پہلو میں اس لئے دفنایا گیا تھا کہ وہ لینن کا جانشین اور اُس کا سب سے بڑا وفادار ساتھی تھا۔ اب اُسے وہاں سے اس لئے اکھاڑا گیا ہے کہ اُس کا وہاں دفنایا جانا لینن کی توہین ہے۔ اس سے اس خیال کی تائید ہوتی ہے۔ وہ کمیونسٹ کسی کے سگے نہیں۔ جس شخص کو وہ کسی وقت اپنا سب سے بڑا نیتا کہتے رہے ہیں۔ اگر اس کے ساتھ یہ سلوک ہو سکتا ہے تو ان کے نظام میں کوئی بھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔ جو حشر آج خروشچیف نے سٹالن کا کیا ہے، ہو سکتا ہے کہ کسی وقت یہی انجام خروشچیف کے جانشین اس کا بھی کریں۔

پونچھ میں احمدی مبلغ کی آمد اور کامیاب تبلیغی جلسوں کا انعقاد

مرتبہ مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب فانی صدر جماعت احمدیہ پونچھ

پونچھ کے تبلیغی دورہ کا پروگرام شائع ہوتے ہی ایک ہفتہ قبل شہر میں اشتہار چسپاں کر دیئے گئے۔ کہ ۱۰ نومبر ۱۹۶۱ء کو مسجد احمدیہ پونچھ میں زیر اہتمام جماعت احمدیہ ایک جلسہ ہوگا جس میں مولینا بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ تقریر فرمائیں گے۔ مورخہ ۸ نومبر کی شام کو مولینا موصوف و مکرم بابو محمد یوسف صاحب وارد پونچھ ہوئے۔ اور لاری اڈہ پر وفد کا استقبال کیا گیا۔ وفد کے قیام و طعام کا انتظام راقم کے غریب خانہ پر تھا۔

۹ نومبر کو اراکین وفد نے مقامی گز ٹیڈ آفیسرز صاحبان خصوصاً جناب ڈپٹی کمشنر صاحب جناب ایس۔ پی۔ صاحب اے ڈی ایم صاحب اور رؤسائے شہر خصوصاً مکرم ماسٹر غلام احمد صاحب ایم۔ ایل۔ اے۔ خواجہ غلام دین صاحب ٹھیکیدار وغیرھا سے ملاقاتیں کیں اور جماعت احمدیہ کا نقطۂ نگاہ ان کے سامنے پیش کیا۔ ادھر بطور یاددہانی مزید اشتہارات شہر میں چسپاں کرائے علاوہ ازیں مکرم عبد المجید صاحب مکرم شیخ حمید اللہ صاحب نے معززین شہر کو خصوصی دعوت نامے بھی ارسال فرمائے۔

مورخہ ۱۰ نومبر کو مکرم گلزار احمد صاحب و عبد الحفیظ صاحب نے تمام شہر میں منادی کر کے عوام سے ۴ بجے شام مسجد احمدیہ میں تشریف لانے کی استدعا کی۔ اور جلسہ گاہ کی آرائش کے فرائض مکرم بابو محمد یوسف صاحب نے انجام دیئے۔ چونکہ اس روز جمعہ بھی تھا۔ اس لئے مکرم مولانا بشیر احمد صاحب نے ایک ایمان افروز خطبہ کے ذریعہ احباب میں ہر طرح کے تعاون کی تحریک کی۔ پروگرام کی کامیابی کے مطابق مختلف دیہات سے بھی دوست کافی تعداد میں آئے تھے۔ لہٰذا یہ خطبہ بھی علاقہ پونچھ کی اکثر جماعتوں کی تربیت کا موجب بنا۔

مسجد احمدیہ میں جلسہ عام اور غیر مسلم معززات کی خلاف توقع بھاری شرکت

عام اعلان کے مطابق ۴ بجے شام سے ہی لوگ جوق در جوق مسجد میں آنے شروع ہوئے۔ حتیٰ کہ آدھ گھنٹہ تک مسجد کا بہت بڑا صحن لوگوں سے کھچا کھچ بھر گیا آنے والوں میں زیادہ تر ہندو اور سکھ احباب ہی تھے۔ ۴½ بجے جلسہ کی کارروائی زیر صدارت بابو محمد یوسف صاحب پریذیڈنٹ امیر شروع ہوئی۔ لاؤڈ سپیکر کا بھی خاطر خواہ انتظام تھا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم شیخ حمید اللہ صاحب نے کی۔ راقم نے ابتدائی تقریر میں مولینا صاحب کا تعارف اور جماعت احمدیہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے جلسہ کے پروگرام کو پُرسکون رنگ میں سننے کی درخواست کی۔

بعدہٗ مولینا مولوی بشیر احمد صاحب نے ڈیڑھ گھنٹہ تک "اتحاد بین الاقوام" کے عنوان سے عالمانہ تقریر فرما کر سامعین کو محظوظ فرمایا۔ مولینا صاحب نے جمیع مذاہب کی کتب کی روشنی میں ثابت کیا کہ تمام انبیاء رشیوں اور اوتاروں نے دنیا کے سامنے ایکتا کا ایک سبق رکھا ہے لہٰذا ہم کو بھی ایکتا کی طرف ہی رجوع کرنا چاہیئے۔ اور اس کے ثبوت میں مولینا نے قرآنی آیات کے علاوہ وید مقدس اور گیتا سے بھی بہت سے شلوک پڑھ کر سنائے۔ علاوہ ان کے باہمی اتحاد و اتفاق اور حکومت وقت کی وفاداری پر زور دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات بھی پیش کیں نیز عام فہم مثالوں کے ذریعہ عوام کو اس بات کی تلقین کی کہ بخدائے واحد کے سچے پرستار بن جائیں اور ایک دوسرے کے بزرگوں کی دل سے عزت کریں۔ تا دنیا میں قرابت پیدا ہو اور یہی چیز امن و شانتی کا موجب بنے۔ اس تقریر کو سنجیدہ طبقہ نے از حد پسند کیا۔ اور مولینا صاحب کی سنسکرت سے واقفیت اور عبور پر نہ صرف داد دی بلکہ آپ کے وسیع معلومات پر بھی عش عش کرنے لگے۔ سامعین میں سے جناب چوہدری بھارت بھوشن صاحب ڈپٹی کمشنر پونچھ اور جناب ایس۔ اے شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع پونچھ نے مولینا کی تقریر کو خصوصیت سے سراہا۔ اور اسی طرح سے یہ جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

قصبہ منڈی میں تبلیغی جلسہ

۱۱ نومبر ۱۹۶۱ء کو تبلیغی وفد حکیم غلام محمد صاحب عطار حنفی کی دعوت پر شہر سے باہر ۱۴ میل کے فاصلہ پر بذریعہ لاری منڈی تشریف لے گیا۔ گو موقعہ پر جاکر علم ہوا کہ وہاں پر نیشنل کانفرنس کا بھی جلسہ ہے اور لوگ کافی تعداد میں جمع ہوئے ہیں۔ چنانچہ وفد نے اُن کا جلسہ ختم ہونے کے ساتھ ہی اُسی سٹیج پر زیر صدارت مکرم شیخ حمید اللہ صاحب اپنے تبلیغی جلسہ کی کارروائی شروع کی جس میں مکرم بابو محمد یوسف صاحب نے تلاوت قرآن کریم کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ؎

"جمال و حسن قرآں نور جانِ ہر مسلماں ہے"

خوش الحانی سے سنایا۔ اس کے بعد مولینا بشیر احمد صاحب نے ایک گھنٹہ تک سیرت نبی اکرم صلعم اور خلفاء راشدین کے فضائل پر عالمانہ تقریر فرمائی۔ جو کہ سامعین کے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب ہوا۔ اور اسی اشتیاق میں لوگوں نے اختتام تقریر پر مولینا صاحب سے عقیدت مندانہ مصافحہ بھی کیا۔ اور الحمد للہ۔ یہ جلسہ بھی خدا کے فضل سے کامیاب رہا۔ شام کے ۵ بجے وفد بذریعہ گاڑی واپس پونچھ پہنچا۔

گوردوارہ سنگھ سبھا کے دیوان میں تقریر کی دعوت اور بابا نانک کی سوانح پر تبصرہ

اسی شام کو سنگھ سبھا کے سیکرٹری شری سردار دیدار سنگھ صاحب کی طرف سے مولینا صاحب کو دعوتی خط ملا کہ ۱۲ نومبر ۹ بجے صبح عام دیوان میں تقریر فرمائیں۔ اور اس سلسلہ میں سنگھ سبھا کی طرف سے اُسی وقت عام منادی بھی کرا دی گئی۔

۱۲ نومبر کی صبح کو سنگھ سبھا کی طرف سے تمام شہر میں پھر منادی کرائی گئی۔ کہ "مولینا صاحب ۹ بجے گوردوارہ میں بھاشن دینگے"۔ چنانچہ پورے ۹ بجے صبح ہم بھی مولینا صاحب کی معیت میں گوردوارہ میں چلے گئے۔ سیکرٹری صاحب سنگھ سبھا نے دیوان کی چل رہی کارروائی کو ملتوی کر کے مولینا صاحب کی تقریر کا اعلان کیا۔ راقم نے مولینا صاحب کا تعارف کراتے ہوئے سردار دیدار سنگھ صاحب کی دریا دلی کا بھی شکریہ کیا۔ جبکہ بعض تنگ نظر مسلمانوں کی طرف سے بعض قابلِ افسوس حرکات کا مظاہرہ بھی ہوا۔ جیسا کہ مقامی اسسٹنٹ انفارمیشن آفیسر صاحب سمی محی الدین نور نے رات کو مقامی مبلغ کی جائے رہائش پر جاکر آوازیں دیں کہ "احمدیو مٹ جاؤ گے۔ محمد کے دشمنو مٹ جاؤ گے"۔ وغیرہ وغیرہ نور صاحب کی اس ذلیل حرکت کے بالمقابل مقامی سکھ اور ہندو احباب نے نہ صرف مولینا صاحب کی ظاہری عزت افزائی فرمائی۔ بلکہ اپنے مقدس مقامات پر بھی اُنہیں تقریر کے لئے مدعو کیا۔ راقم کے بعد بابو محمد یوسف صاحب نے باباگورو نانک علیہ الرحمت کی توصیف میں ایک نظم پڑھی۔ اس کے بعد مولینا صاحب نے ایک گھنٹہ تک توحید باری تعالےٰ پر قرآن و گرنتھ کی روشنی میں پُر معارف تقریر فرمائی اور گورو نانک رحمت اللہ علیہ کی سوانح حیات کے چیدہ چیدہ واقعات بیان کر کے ثابت کیا کہ بابا نانک نے سکھ مسلم اتحاد کا جو پارٹ ادا کیا ہے وہ زمانہ میں بے نظیر ہے۔ آخر پر سکھ احباب کو بھی دعوت دی کہ وہ بھی قرآن پاک کا مطالعہ کیا کریں۔ تا آپ لوگ جملہ کتب مقدسہ کی اصل تعلیم سے روشناس ہو کر باہمی اتحاد و اتفاق کی طرف بڑھیں۔

سردار دیدار سنگھ صاحب کے مولینا صاحب کی تقریر پر ریمارکس

چنانچہ اس تقریر کو بھی از حد پسند کیا گیا۔ اور سردار دیدار سنگھ نے اپنے ریمارکس میں فرمایا کہ "جماعت احمدیہ کے مبلغین خصوصیت کے ساتھ ہر مذہب کے بزرگوں کی دلی تعظیم کرتے ہیں اور یہ جماعت عام طور پر سچے بادشاہ گورو نانک کی اپنے طور پر بھی تعریف کرتے رہتے ہیں۔ ان کے دل میں بابا نانک کی پوری پوری عزت ہے۔ لہٰذا ایسی جماعت کی ہمیں بھی عزت کرنی چاہیئے"۔ اور بفضلہ تعالےٰ یہ تقریر بھی نہایت کامیاب رہی۔

گوردنواس میں مولینا صاحب کی شام کو تقریر اور بھائی دھرم دت جی کے درشن

اسی روز اراکین گوردنواس کی طرف سے مولینا صاحب کو شام کے ۶½ بجے تقریر کی دعوت دی گئی۔ اور باقاعدہ لاؤڈ سپیکر پر منادی کرائی گئی۔ شام کو ۶½ بجے ہم سب گوردنواس کے بہت بڑے پنڈال میں چلے گئے۔ جہاں پر مرد و عورتوں کا جمگھٹ تھا۔ سیکرٹری صاحب گوردنواس کی خواہش پر راقم نے مولینا صاحب کا تعارف کرایا۔ ساتھ ہی بعض مسلمانوں کی نازیبا حرکات پر اظہار افسوس کیا۔ اس کے بعد مولینا صاحب نے پون گھنٹہ تک حضرت کرشن علیہ السلام کی صحیح تعلیمات کی طرف عوام کی توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ جہاں تک کرشن جی مہاراج کی زندگی کا تعلق ہے ہم لوگ قرآن پاک کے احکام کے مطابق اُنہیں اپنے وقت کا نبی مانتے ہیں۔ اگرچہ بعض تنگ نظر مسلمان ہمیں ایسا خیال رکھنے کی وجہ سے کافر بھی کہتے ہیں۔ مگر ہم اسے بجا سمجھتے ہیں حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کے فرمان کان فی الھند نبیا اسود اللون اسمہ کاھنًا کے مطابق راجہ

گرو نانک کو برگزیدہ انسان یقین کرتے ہیں۔ مولینا صاحب نے تقریر کو جاری رکھتے ہوئے مقدس گیتا کے شلوکوں سے بھی ثابت کیا کہ کرشن جی مہاراج بذاتِ خود چھوت چھات اور اونچ نیچ کے خیالات سے پاک تھے۔ وہ خدا کے نبی تھے۔ اُن پر خدا کا سایہ تھا۔ اُن کی تمام زندگی خدا بھگتی میں گذری۔ غرضیکہ یہ تقریر بھی سامعین نے ازحد پسند کی۔ بعدہٗ سیکرٹری صاحب نے اپنے ریمارکس میں افسوس ظاہر کیا کہ شدتِ سردی کی وجہ سے مولوی صاحب زیادہ دیر تقریر نہیں کر سکتے۔ ورنہ ہم ان کی اس فصیح البیانی اور ان کی معلومات کی وجہ سے خواہش رکھتے ہیں کہ ساری رات ان کا بھاشن سنتے رہیں۔ اس کے بعد مولینا صاحب کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔

ازراہِ عقیدت ہم سب کو بھائی دھرم دت جی کے درشن کرنے کا موقعہ دیا گیا۔ چنانچہ ہم نے اندر جا کر بھائی دھرم دت جی کے درشن کئے۔ یاد رہے بھائی دھرم دت جی جو کہ گوردوارہ کے بانی ہیں۔ عرصہ قریباً ۱۲ سال سے تخلیہ میں اکھنڈ پاٹ میں براجمان ہیں اور دن رات اندر ایک ہی جگہ پر رہتے ہیں۔ اس سے قبل بھی انہوں نے ۱۲ سال تنہائی میں گذارے ہیں۔ ہر اتوار کو لوگ ان کے درشن کرتے ہیں۔

الغرض مولینا بشیر احمد صاحب کا یہ تبلیغی دورہ ہر طرح سے کامیاب رہا۔ اگرچہ چند کم ظرف مسلمانوں کی گمراہ کن پالیسی جاری رہی۔ تاہم عوام نے بلالحاظ مذہب و ملت مولینا صاحب کی جملہ تقاریر کو نہایت اطمینان سے سنا اور داد دی۔ مکرم مخارونی صاحب پرنسپل ہائر سکنڈری سکول نے تو جماعت احمدیہ کی حسن کارکردگی کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ

"میں بحیثیت مسلمان کے یہ اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کا اسلام پر احسان ہے انہی لوگوں کی وجہ سے مسلمانوں میں قدرے بیداری ہے۔ اور یورپ میں جو یہ کام کرتے ہیں وہ اسی جماعت کا حصہ ہے"

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو نیک راستہ کی توفیق دیوے۔ آمین۔

خاکسار محمد صدیق فانی

صدر جماعت احمدیہ پونچھ

"وہ۔ یہ نوٹ دلچسپ ہے"

(پرتاپ جالندھر $\frac{۱۱}{۶۱}$ ۲۷)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ (مینجر)

مرکزی دینی درسگاہ میں طالبعلموں کی ضرورت

صاحبِ استطاعت احباب اس کیلئے مالی امداد بھی فرمائیں

جماعت کی تبلیغی اور تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے مرکز سلسلہ میں "مدرسہ احمدیہ" کے نام سے دینی درسگاہ جاری ہے۔ کم و بیش نصف صدی سے اس درسگاہ کے فارغ التحصیل علماء نے قابلِ ذکر دینی خدمات سرانجام دی ہیں ایدون ملک میں مبلغین کی ضرورت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اور اس نیک کام کو جاری رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہر سال اس مدرسہ میں طلباء معقول تعداد میں داخل ہوں جو چند سال مرکز میں قیام کر کے دینی علوم سے واقفیت حاصل کریں اور پھر ملک کے اکناف میں فریضۂ تبلیغ سرانجام دیں۔ اس وقت مدرسہ احمدیہ میں طلباء کی تعداد بہت قلیل ہے۔ اور اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ احباب جماعت ایسے ہوشیار اور صحت مند کم ازکم مڈل پاس طلباء کو مدرسہ احمدیہ میں بھجوائیں جو دین کے لئے اپنی خدمات وقف کرنے کے لئے تیار ہوں۔

موجودہ طلباء میں سے سوائے دو تین طلباء کے باقی سب طلباء صدر انجمن احمدیہ کے وظیفہ پر تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور یہ امر واضح ہی ہے کہ صدر انجمن احمدیہ اپنے بجٹ کے لحاظ سے بہت محدود تعداد میں ہی وظیفہ دے سکتی ہے۔

پس جملہ امراء و صدر صاحبان و دیگر عہدیداران سے میری درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقۂ اثر و تعارف میں ایسے ہونہار طلباء اور اُن کے والدین یا سرپرستوں کو اس امر کی مؤثر تحریک کریں کہ وہ اپنے "ایسے بچوں کو مدرسہ احمدیہ" میں داخل کرنے کے لئے مرکز میں بھجوائیں۔ نیز ثروت احباب کو ایسے بچوں کے لئے جن کے سرپرست اُن کا خرچ نہ برداشت کر سکتے ہوں مالی امداد دینے کے لئے بھی تحریک کریں تاجو قابل امداد ہونہار طلباء مرکز میں تعلیم کی خاطر آنے کے لئے تیار ہوں انہیں مالی امداد دی جا سکے۔ ایسے مخلص دوست اپنے ذمہ ایک مقررہ رقم اپنی خوشی سے واجب کر لیں اور مجھے اپنے نیک ارادہ سے اطلاع دیں تاکہ نئے پروگرام میں اُنکی موعودہ رقوم کو ملحوظ رکھا جا سکے جو جماعتیں اپنی تعداد کے لحاظ سے بڑی ہیں انہیں کم ازکم ایک طالب علم اور دوسری جماعتیں باہمی تعاون سے تین تین چار چار مل کر ایک طالب علم مرکز میں تعلیم کے لئے بھجوائیں اور اُسکے جملہ اخراجات اپنے مقامی فنڈ سے ادا کریں

مدرسہ احمدیہ کا تعلیمی سال ماہ اپریل میں شروع ہوتا ہے اور آج کل ایک طالبعلم کا ماہوار خرچ کم و بیش پینتیس ۳۵ روپیہ ماہوار ہے۔

جہاں جہاں ہمارے مبلغین متعین ہیں اُن سے تاکیداً گذارش کی جاتی ہے کہ وہ اس نہایت اہم تحریک کو جماعت احباب کے سامنے مؤثر رنگ میں بار بار پیش کریں تاکہ اگلے تعلیمی سال میں کم ازکم ایک درجن طلباء اس تحریک کے نتیجہ میں تعلیم کے حصول کے لئے مرکز میں پہونچ جائیں۔

اللہ تعالےٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور ہر رنگ میں بڑھ چڑھ کر دینی خدمات سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار مرزا وسیم احمد ایڈیشنل ناظر تعلیم و تربیت قادیان

تبصرہ

"شجرہ طیبہ" خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کا شجرہ طیبہ مکرم قریشی محمد حنیف صاحب قمر ملوہ سائیکل سیاح نے دوسری بار طبع کروایا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور کی ساری ذریت بفضلہ تعالےٰ اس وقت تک ۲۰۰ افراد کی ہو گئی ہے اور دیگر متعلقین خاندان (داماد اور بہوئیں) ملا کر ۲۳۶ افراد ہیں جن میں سے ۳۲ (خورد و کلاں) افراد وفات پا چکے ہیں۔ باقی ۲۰۴ افراد بفضلہ تعالےٰ زندہ موجود ہیں۔

یہ شجرہ ایک خوبصورت درخت کی صورت میں ۲۰ × ۳۰ سائز کے بڑے اور عمدہ کاغذ پر پھل اور پتوں سے مزین ہے۔ چارٹ کی قیمت ایک روپیہ نگین کی سوا روپیہ۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر خود اُن سے یا ان کے بھائی مکرم قریشی فضل حق صاحب درویش قادیان سے مل سکے گا۔

ہمارے ہاں گئووں کی پوجا ہوتی ہے سیوا نہیں

شری نہرو کے ریمارکس

مندرجہ عنوان سے اخبار پرتاپ جالندھر مجریہ ۲۷ر نومبر ڈیرہ دون کی ایک خبر سٹ پر شائع ہوئی ہے جسے بلا تبصرہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:-

ڈیرہ دون ۲۶ر نومبر۔ پردھان منتری پنڈت نہرو نے کل موضع جوہڑپور میں گوجر کانفرنس کے افتتاح کے موقعہ جو تقریر کی تھی۔ اس کی مزید تفاصیل ملی ہیں انکے مطابق شری نہرو نے کہا کہ مویشیوں کی نسل بہتر بنائی جانی چاہیئے۔ تاکہ دودھ اور مکھن کی بڑھتی ہوئی ضروریات پوری ہو سکیں۔ مگر بدقسمتی کی بات یہ ہے۔ کہ بھارت میں گائے کی پوجا ہوتی ہے اس کی سیوا نہیں۔ جبکہ دوسرے ملکوں میں گئووں کی اچھی سیوا اور دیکھ بھال کی جاتی ہے مگر وہاں ان کی پوجا نہیں ہوتی۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ غیر ملکی گائیں بھارتی گئووں کی نسبت زیادہ دودھ دیتی ہیں۔

آپ نے بتایا کہ کچھ عرصہ پہلے آپ کو جو روسی گائے پیش کی گئی تھی وہ روزانہ چالیس سیر دودھ دیتی تھی آپ نے گوجروں کو دودھ کی پیداوار بڑھانے اور اس کی فروخت کے لئے کوآپریٹو سوسائٹیاں بنانے ...

دین کو دنیا پر مقدّم رکھنے کا عہد

بیعت کے وقت ہر احمدی عہد کرتا ہے کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا" اس کے بعد ہر احمدی کا فرض ہوتا ہے کہ آخر دم تک اس عہد کو ہر جہت سے پورا کرنے کی سعی کرے۔ لیکن ششماہی آمد لازمی چندہ جات کی پوزیشن کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ (اس پوزیشن کا گوشوارہ ۱۶ نومبر ۱۹۶۱ء کے بدر میں شائع کر دیا گیا ہے) کہ اکثر جماعتوں کے افراد نے مالی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی طرف کما حقہ توجہ نہیں کی۔ اور اپنے عہد بیعت کو سامنے نہ رکھنے کی وجہ سے قدرے تساہل سے کام لے رہے ہیں کہ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ افراد جماعت بقایا کی وجہ سے اور مرکز کمی آمد کی وجہ سے زیر بار ہے اور اہم و ضروری اور سلسلہ کی تکمیل میں تاخیر کا خدشہ ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بارے میں تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ

"دنیا میں آج تک کون سا سلسلہ چلا ہے جو خواہ دنیوی حیثیت سے ہو یا دینی سے بغیر مال چل سکا ہے۔ دنیا میں ہر ایک کام اس لئے کہ یہ عالم اسباب ہے۔ اسباب سے ہی چلایا جاتا ہے۔ پس کس قدر بخیل اور ممسک ہے۔ وہ شخص جو ایسے عالی مقصد کی کامیابی کے لئے ادنے چیز مثلاً چند پیسے خرچ نہیں کر سکتا۔ پس تم میں سے ہر ایک کو جو حاضر یا غائب ہے تاکید کرتا ہوں۔ کہ اپنے بھائیوں کو چندہ سے خبردار کرو اور ہر ایک بھائی کو چندہ سے خبردار کرو اور ہر ایک کمزور بھائی کو چندہ میں شامل کر دو یہ موقعہ پھر آنے کا نہیں"۔

اگر ایسے احباب اس لئے چندہ جات میں تساہل سے کام لیتے ہیں۔ کہ ان کی آگاہی کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد درج کیا جاتا ہے کہ

"اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔ جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔"

یہ ہو سکتا ہے کہ احباب اپنی ذاتی ضروریات کی بناء پر اس طرف پوری توجہ نہ دے سکے ہوں۔ اور اس وجہ سے چندہ جات بقایا ہو گئے ہوں لیکن اس صورت میں یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ جب دین کے لئے سلسلہ کو بھی مال کی ضرورت ہے اور احباب کو اپنی ضروریات کے لئے تو مقدم کس چیز کو رکھا جائے۔ دینی ضرورت ہو یا ذاتی ضرورت ہو۔ اس بارے میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو حال ہی میں ۔ ار نومبر ۱۹۶۱ء کے الفضل میں طبع ہوا ہے۔

"انسان کی ضرورتیں تو ہمیشہ اس کے ساتھ لگی ہی رہتی ہیں۔ لیکن ایمان کی علامت یہ ہوتی ہے کہ سلسلہ کے کاموں کو انفرادی کاموں پر مقدم رکھا جائے .... مومن کی علامت تو یہ ہوتی ہے کہ اسے کتنی بھی حقیقی ضرورت کیوں نہ در پیش ہو وہ اسے دینی خدمت کے مقابلہ میں ہیچ سمجھتا ہے اور اپنی ضروریات کو دین کی ضروریات پر قربان کر دیتا ہے .... پس مومن خواہ مرد ہو یا عورت دین کے کاموں کو دنیا پر ہمیشہ مقدم رکھتا ہے اور دین کے کاموں کو دنیا پر ہمیشہ مقدم رکھتا ہے۔ اور دین کے کام کو سر انجام دینے کے لئے اسے کتنی ہی تکلیف کیوں نہ پہونچے اس کے گھر کے کاموں کا کتنا بھی نقصان کیوں نہ ہو جائے وہ ان باتوں کی قطعاً پرواہ نہیں کرتا"۔

احباب کرام! ابھی منزل آگے ہے۔ اس لئے ہمت و استقلال سے ہم زیادہ سے زیادہ قربانیاں کر کے سابقون کی مماثلت ثابت کرنا ہے چنانچہ کچھ عرصہ قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک رپورٹ پر فرمایا کہ

"جلد سے جلد ہندوستانی جماعتوں کی تنظیم کریں اور چندہ کو تین چار لاکھ روپیہ سالانہ تک لے جائیں۔ اور دو تین سال تک ہمارا جو پہلا بجٹ دس لاکھ سالانہ کا تھا اس تک پہنچا دیں۔ یہاں تک کہ پھر مدرسہ احمدیہ اور سکول کالج قادیان میں بن جائیں اور بڑا کامیاب پریس جاری ہو جائے"۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ ابتلاء اور آزمائش کے دور روحانی جماعتوں کو تباہ کرنے یا ان کو مٹا لے سکنے کے لئے نہیں آتے۔ بلکہ خدا تعالےٰ کی قدیم سنت کے مطابق عظیم الشان ترقیات کا پیش خیمہ ہوتے ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ مومنوں کی جماعت صبر و استقلال اور ثابت قدمی کے ساتھ اپنی قربانیاں پیش کرتی چلی جائے۔

پس ضرورت ہے کہ ہم موجودہ امتحان کے دور میں صبر و رضا کا کامل نمونہ پیش کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور صحیح رنگ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اپنے وعدہ بیعت کو پورا کریں۔

پھر ضرورت ہے اس امر کی کہ ہم اپنے اندر ایک نئی روح ایک نیا جوش اور نیا عزم پیدا کر کے اپنی جماعت کے ہر فرد کو منظم کریں تاکہ کسی جماعت میں کوئی ایک فرد ایسا نہ رہے جو نا دہندہ یا بقایا دار ہو یا اپنے چندوں کی ادائیگی میں بے شرح یا بے قاعدہ ہو۔ چنانچہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے تاکیداً اسی سال مجلس مشاورت کے پیغام میں فرمایا کہ

"جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہمارے بجٹ میں کمی کا بڑا دخل ان نادہندوں کا ہے جو سلسلہ میں شامل ہونے کے باوجود اخلاص کی کمی کی وجہ سے مالی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتے۔ اسی طرح وہ لوگ جو مقررہ شرح کے مطابق چندہ نہیں دیتے یا بقایوں کی ادائیگی میں سستی سے کام لیتے ہیں ان کی غفلت بھی سلسلہ کے لئے نقصان کا موجب ہو رہی ہے۔ پس میں تمام امراء اور سیکرٹریان جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں روحانی اور تربیتی اصلاح کے ساتھ نادہندوں اور شرح سے کم چندہ دینے والوں کے بارہ میں اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیئے تاکہ ان میں بھی قربانی کا جذبہ پیدا ہو۔ اور وہ بھی اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ دوش بدوش اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے ثواب میں شریک ہو سکیں"۔

اور نہ صرف یہ کہ جملہ احباب لازمی چندوں کو باقاعدگی سے ادا کریں۔ بلکہ طوعی تحریکات میں بھی احباب زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر ایمان کا اعلےٰ نمونہ پیش کریں۔

اللہ تعالےٰ جملہ احباب کو اپنی رضا کی راہوں پر چلا کر زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق دے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

اعلان دعا

مکرم پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ ... اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی جماعت کے ایک مخلص دوست مکرم محمد عبد النبی صاحب آجکل بیمار ہیں۔ انکی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت دعا فرماویں نیز ان کے اہل و عیال کے لئے بھی دعا فرمائی جائے کہ وہ سلسلہ کے لئے مفید وجود بن سکیں اور اللہ تعالےٰ ان کو زیادہ سے زیادہ اخلاص بخشے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

خبریں

نئی دہلی ۲۷ نومبر۔ پردھان منتری پنڈت جواہر لال نہرو نے آج راجیہ سبھا میں سوالات کے دوران میں بتایا کہ چین اور نیپال میں لہاسہ اور کھٹمنڈو کے درمیان سڑک تعمیر کرنے کے متعلق جو معاہدہ ہوا ہے اس کا ہندوستان کے مفاد اور سلامتی پر بُرا اثر پڑے گا۔ شری جسونت سنگھ نے پنڈت نہرو سے یہ سوال دریافت کیا تھا کہ کیا آپ کو اس امر کا اطمینان ہے کہ چین اور نیپال کے معاہدہ کا ہمارے مفاد اور سلامتی پر بُرا اثر نہیں پڑے گا۔ پنڈت نہرو نے جواب دیا کہ مجھے اس سلسلے میں اطمینان نہیں ہے۔

نئی دہلی ۲۷ نومبر۔ پردھان منتری پنڈت نہرو نے آج لوک سبھا میں بیان کیا کہ انہوں نے اخبارات میں صدر ایوب خاں کا ایک بیان پڑھا ہے۔ جس میں انہوں نے کہا ہے کہ پاکستان نے کشمیر کا مسئلہ اتحادی سبھا میں پیش کرنے کا قطعی فیصلہ کر لیا ہے۔ پنڈت نہرو نے کہا کہ جب یہ مسئلہ اتحادی سبھا میں پیش ہوگا تو ہم اس سے نپٹ لیں گے۔

نئی دہلی۔ ۲۷ نومبر۔ بھارت سرکار نے سکھوں سے امتیازی سلوک تحقیقات کے لئے جو کمیشن مقرر کیا ہے۔ اس کا ایک غیر رسمی اجلاس آج صبح کوٹہ ہاؤس نئی دہلی میں منعقد ہوا جس میں کمیشن کے طریق کار اور پروسیجر پر غور کیا گیا۔ کمیشن کا کھلا اجلاس کل ۱۱ بجے قبل از دوپہر سے شروع ہو جائے گا جبکہ اس معاملہ سے دلچسپی رکھنے والے تمام اصحاب یا پارٹیاں اُس کے روبرو پیش ہو سکیں گی۔ اور اپنے اپنے کیس کی حمایت میں اپنے بیانات داخل کرنے کے بارے میں ہدایات حاصل کر سکیں گی۔

واشنگٹن ۲۷ نومبر۔ اگر پاکستان مسئلہ کشمیر اتحادی سبھا میں پیش کرنے پر مصر رہا تو یہ حکومت امریکہ کے لئے پریشانی کا باعث بنے گا۔ سرکاری حلقوں سے تحقیقات سے اس امر کی تصدیق ہو گئی ہے۔ کہ ۴ ماہ پہلے صدر ایوب جب امریکہ کے دورے پر آئے تھے۔ تب امریکہ سرکار کے مسئلہ کشمیر کے متعلق رویہ کوئی تبدیلی نہیں ہوئی مگر امریکہ اس مسئلہ کے جلد پُر امن تصفیہ کا سواگت کرے گا۔ مگر وہ کسی کی طرفداری کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔

نئی دہلی ۲۷ نومبر۔ آج لوک سبھا میں وزیر خزانہ شری مرارجی ڈیسائی نے اپنے حالیہ دورہ امریکہ کے تاثرات بیان کئے اور بتایا کہ امریکہ سرکار اور امریکی کارخانہ دار بھارت کی ضروریات کا احساس کرتے ہیں۔ اور وہ اس کے اقتصادی منصوبوں کی تکمیل میں مدد دینے کے لئے تیار رہے ہیں ... نے اور عالمی بنک کے صدر نے بھارت جیسے ترقی پذیر ممالک کو آسان شرائط پر زیادہ امداد دینے کی حمایت کی ہے۔

قاہرہ ۲۷ نومبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ مصر میں ۹ اشخاص صدر ناصر کو ہلاک کرنے اور یونائیٹڈ عرب ری پبلک کے خلاف جاسوسی کی سرگرمیوں کی سازش کے سلسلے میں گرفتار کئے گئے ہیں۔ ان میں سے چار اشخاص مصر میں تعینات ایک فرانسیسی مشن کے ممبر ہیں۔ سرکاری بیان میں کہا گیا ہے کہ ایک فرانسیسی افسر مسٹر ایم بیلیو نیر نے اعتراف کیا ہے کہ ان کا مقصد یونائیٹڈ ری پبلک کے خلاف سرگرمیوں کو جاری رکھنا تھا۔ بیان میں مزید کہا گیا ہے۔ کہ فرانس سرکار نے ہی صدر ناصر کو ہلاک کرنے کی کوشش کا منصوبہ بنایا تھا۔

چندہ جلسہ سالانہ

جن جماعتوں نے چندہ جلسہ سالانہ تا حال مرکز میں نہیں بھجوایا وہ مہربانی فرما کر جلد از جلد وصول کر کے مرکز میں بھجوائیں۔ تاکہ جلسہ سالانہ سے قبل انتظامات کی تکمیل میں کام آسکے۔ اور قرض نہ لینا پڑے۔ جن جماعتوں کے پاس اس مد کی وصول شدہ رقم ہو۔ جو ابھی تک مرکز میں نہ بھجوائی ہو وہ بلا تاخیر جلد از جلد مرکز میں بھجوا دیں۔ تاکہ ان کے حساب میں محسوب ہو سکے۔ امید ہے کہ جملہ جماعتیں اس طرف توجہ فرما کر فرض شناسی کا ثبوت دیں گی۔ اللہ تعالیٰ جملہ احباب کو اپنی رضا کے مطابق زیادہ سے زیادہ خدمت دینیہ کی توفیق عطا فرمائے۔

ناظر بیت المال قادیان

جناب پنڈت موہن لال صاحب وزیر صنعت کی آمد

قادیان مورخہ ۲۷ ۱۱/۶۱ آج جناب پنڈت موہن لال صاحب وزیر صنعت حکومت پنجاب قادیان اور ننگل باغبانان تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ بٹالہ سے کئی سرکاری عہدیداران اور معززین بھی آئے۔ ننگل میں باشندگان دیہہ نے کثیر تعداد میں جناب وزیر صاحب موصوف کا استقبال کیا۔ جس میں قادیان کے بہت سے لوگ بھی شامل ہوئے موضع مذکور کے اہالی کی طرف سے سردار سنت سنگھ صاحب ہیڈ ماسٹر خالصہ ہائی سکول قادیان نے ایڈریس پیش کیا۔ جو اردو میں تھا۔ اور اس میں علاقہ کی بہت سی ضروریات اور مطالبات کو پیش کیا گیا تھا۔ باشندگان موضع مذکور نے انفرادی درخواستیں بھی دیں۔ جناب پنڈت صاحب نے آخر میں تقریر کرتے ہوئے جملہ مطالبات پر ہمدردانہ غور کرنے اور سہولیات بہم پہنچانے کا وعدہ کیا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ بٹالہ میں عنقریب سرکار کی طرف سے ٹیکنیکل ٹریننگ کے دو سکول کھولے جائیں گے اور اس طرح قادیان میں بھی ایسے سکول کا انتظام کیا جائے گا۔ اور امید ہے کہ اس سے صنعت کو فروغ حاصل ہوگا۔ اور علاقہ کے باشندے بھی مالی لحاظ سے فائدہ اُٹھا سکیں گے۔

جماعت احمدیہ کی طرف سے اس تقریب میں جناب مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی و ناظر اعلیٰ اور جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ناظر امور عامہ شامل ہوئے۔ اور وزیر صاحب موصوف کو جلسہ سالانہ میں شمولیت کی دعوت دی جس کو اُنہوں نے بخوشی قبول کیا اور آنے کا وعدہ کیا۔ تقریباً دو گھنٹے ننگل میں قیام کے بعد جناب پنڈت بذریعہ کار واپس بٹالہ تشریف لے گئے۔ (نامہ نگار)

حکیم کرتار سنگھ صاحب کی لڑکی بی بی نریندر کی شادی کی تقریب

قادیان مورخہ ۲۷ نومبر آج حکیم کرتار سنگھ صاحب کی لڑکی بی بی نریندر کی شادی کی تقریب تھی۔ جو سردار اجیت اندر سنگھ صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ ولد صوبیدار گیان سنگھ صاحب لدھیانہ سے قرار پائی۔ اس موقعہ پر سردار گورنجن سنگھ صاحب باجوہ سابق وزیر پنجاب اور بہت سے دیگر معززین سینکڑوں کی تعداد میں شامل ہوئے

گیانی لابھ سنگھ صاحب فخر نے اپنی واعظانہ تقریر میں دولہا اور دُلہن کو کئی ایک نصائح فرمائیں اور کہا کہ ہر مخلص سکھ کا فرض ہے کہ وہ اپنی جائز کمائی کا دسواں حصہ پنتھ کے لئے دے۔ لیکن افسوس ہے کہ اکثر سکھ اس حکم کی تعمیل نہیں کرتے۔ قادیان میں ہمارے احمدی بھائی رہتے ہیں۔ مجھے اس بات کا اظہار کرنے میں خوشی ہے۔ کہ وہ باقاعدگی اور التزام کے ساتھ اپنی آمد اور جائداد کا دسواں حصہ جماعتی فنڈ میں حضرت صاحب کے ارشاد کے مطابق دیتے ہیں۔ ان کا یہ نمونہ سب لوگوں کے لئے قابل تقلید ہے

اس تقریب میں سلسلہ کی طرف سے مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب ناظر اعلیٰ اور مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔ اے ناظر امور عامہ شامل ہوئے۔ حکیم کرتار سنگھ صاحب اگرچہ تقریباً دو سال ہوئے فوت ہو چکے ہیں۔ لیکن شادی کا جملہ انتظام ان کے بھائیوں نے نہایت خوش اسلوبی اور اخلاص سے کیا۔ (نامہ نگار)